﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ — جمعۃ المبارک یکم/اکتوبر ۲۰۰۴ء — ۱۶/شعبان ۱۴۲۵ ہجری قمری — یکم/اخاء ۱۳۸۳ ہجری شمسی — شمارہ ۴۰

میں پناہ مانگتا ہوں

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ۔اے اللہ مَیں ان کاموں کے شر سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں جو مَیں نے کئے اوران کاموں کے شر سے بھی جو مَیں نے نہیں کئے ۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من شرماعمل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام﴾

میں صلح کو پسند کرتا ہوں ۔اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو اگرکسی سے کوئی قصور ہو جائے تو اسے معاف کرنا چاہئے

’’میں صلح کو پسند کرتا ہوں اور جب صلح ہو جاوے پھراس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجّال اور کذّاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا ہاں خدا تعالیٰ کی عزّت کو ہاتھ سے نہ دے ۔یہ سچّی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہئے اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔اسے تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پرواہ نہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔اگرکسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنا لی جاوے۔نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے اس لئے اس سے بچتے رہو۔میں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا خُلق کرنا بھی ایک موت ہے۔میں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو توں تاں کرے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاوے۔میں تو اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی سامنے بھی گالی دے دے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے۔‘‘

(ملفوظات ۔جلد پنجم صفحہ 69 جدید ایڈیشن)

قربانی کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’جناب الٰہی میں محبوب بننے کے لئے اتباع رسول کی سخت ضرورت ہے ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾(آل عمران: ۳۲) ساری دنیا کو قربان کردو محمد رسول اللہ ﷺ کے اتباع پر۔دیکھو حضرت ابراہیمؑ نے کیسی قربانی کی اور آخر اسی قربانی کے وسیلے سے وہ اس وجاہت پر پہنچا کہ خدا کے محبوبوں میں ایک ممتاز محبوب نظر آیا۔

جو قربانی کرتا ہے اللہ اس پر خاص فضل کرتا ہے۔اللہ اس کا ولی بن جاتا ہے۔پھر اسے محبت کا مظہر بناتا ہے۔پھر اللہ انہیں عبودیت بخشتا ہے۔یہ وہ مقام ہے جس میں لامحدود ترقیاں ہو سکتی ہیں۔چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو بھی کہا گیا ﴿اَسْلِمْ﴾ تو انہوں نے فوراً کہا ﴿اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (البقرہ: ۱۳۲) خیر، جب یہ عبودیت کا تعلق مستحکم ہو جاتا ہے تو پھر اس میں عصمت پیدا ہوتی ہے اور خدا اسے تبلیغ کا موقع دیتا ہے۔پھر اس کو ایک قسم کی دھت ہو جاتی ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اس میں ایک ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور وہ قَوْلِ مُوَجَّه سے لوگوں کو امر بالمعروف کرتا ہے۔پھر وقت آتا ہے جب حکم ہوتا ہے کہ لوگوں سے یوں کہو ۔‘‘ (خطبات نور ۔صفحہ ۳۷۸)

معمولی توبہ

’’جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو۔کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو۔ہرگز نہیں۔پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز سے یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 181)

فرمودات خلفاء

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ

﴿خِتٰمُهٗ مِسْكٌ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں۔

’’قرآن وہ ہے جو اسلامی ترقی کے زمانہ میں بھی بالکل خالص رہے گا۔نہ کوئی تعلیم اس میں سے خارج ہو سکے گی اور نہ کوئی نئی تعلیم اس میں داخل کی جا سکے گی ۔مسیحیوں میں اسی طرح خرابی پیدا ہوئی کہ جب روما کا بادشاہ عیسائیت میں داخل ہونے لگا تو اس نے کہا کہ مجھے عیسائیت قبول کرنے میں تو کوئی عذر نہیں مگر سبت کا دن جو ہفتہ کو منایا جاتا ہے وہ اتوار کے دن منا لیا جایا کرے کیونکہ ہماری قوم اتوار کا دن مناتی ہے، ہفتہ کا دن نہیں مناتی ۔عیسائیوں نے سبت کا دن بدل کر اتوار کر دیا۔پھر اُس نے کہا کہ ہماری قوم خالص توحید کا عقیدہ نہیں مان سکتی اس میں کچھ ایسے اشارے کنائے رکھ دیں جن کو دیکھ کر لوگوں کے لئے عیسائیت قبول کرنا آسان ہو جائے ۔انہوں نے یہ بات بھی مان لی اور کہا کہ ہم باپ خدا، خدا بیٹا اور روح القدس خدا کہنا شروع کر دیتے ہیں ۔چنانچہ وہ بادشاہ مع اپنی قوم کے عیسائیت میں شامل ہو گیا ۔عیسائیوں نے پہلے تو صرف لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کے لئے یہ تین نام رکھے تھے مگر آہستہ آہستہ یہ حقیقت میں تبدیل ہو گئے ۔اور عیسائیوں نے ایک کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ اختیار کر لیا۔تو جب بادشاہت آتی ہے ۔تَرَفُّه آتا ہے، طاقت ہوتی ہے تو مذہب میں کئی قسم کی تبدیلیاں شروع ہو جاتی ہیں ۔مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسلمان جب اَرَائِک پر بیٹھیں گے ۔جب تخت حکومت ان کو نصیب ہو گا ۔جب طاقت اُن کو حاصل ہو گی ۔جب اقتدار اُن کو میسّر آئے گا تو اُس وقت بھی یہ کلام رحیقِ مختوم رہے گا اور بادشاہوں کو بھی یہ جرأت نہیں ہو گی کہ وہ اس میں اپنے مطلب کی کوئی چیز بڑھا دیں یا اس کی کسی تعلیم کو خارج کر دیں ۔گویا اسلام کی ترقی کے زمانہ میں بھی قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے ۔اسی طرح اس میں شیعوں کا ردّ بھی ہو گیا جو خیال کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا کچھ حصہ غائب ہے کیونکہ ختم کے دونوں مفہوم ہوتے ہیں نہ اس میں کوئی چیز پڑ سکتی ہے اور نہ اس میں سے کوئی چیز نکل سکتی ہے ۔پس جو کتاب مختوم ہو اُس کے متعلق یہ کہنا کہ اسکا ایک حصہ غائب ہو چکا ہے کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔‘‘

(تفسیر کبیر ۔جلد 8 صفحہ 319)

اداریہ

شادی اور غیر معمولی اخراجات

پچھلے دنوں برطانوی پریس میں اس رپورٹ کا چرچا رہا کہ ایک جائزہ کے مطابق برطانیہ میں ایک شادی پر 15764 پاؤنڈز کے اخراجات ہوتے ہیں۔ یہ جائزہ جو ایک ہزار جوڑوں سے معلومات حاصل کر کے مرتب کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق دلہن کا شادی کا لباس 921 پاؤنڈز میں تیار ہوتا ہے۔ دلہن کی تیاری پر 133 پاؤنڈز خرچ ہوں گے۔ ایک اور بڑا خرچ شادی کی دعوت پر ہوگا جس کا اندازہ 2447 پاؤنڈز ہے۔ شادی شدہ جوڑا ''ہنی مون'' پر اوسطاً 2828 پاؤنڈز خرچ کرے گا۔ فوٹو گرافی پر 766 پاؤنڈز اور ویڈیو کی تیاری پر 493 پاؤنڈز خرچ ہوں گے۔ مہمانوں کے استقبال اور پینے پلانے پر 45 پاؤنڈز فی کس کا اندازہ مذکورہ اخراجات کے علاوہ ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مغربی معاشرہ میں شادی کے مقدس معاہدہ کی اہمیت کم ہو جانے کی ایک وجہ یہ کثیر اخراجات بھی ہیں۔ ایک نوجوان جو اپنی پڑھائی یا ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی کا آغاز کر رہا ہے وہ اتنی بڑی رقم مہیا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور اس امر کو ناممکن سمجھتے ہوئے جو متبادل رستے سوچے گئے ہیں وہ ایسی بے حیائی اور بے راہ روی کے ہیں کہ جن کو سوچ کر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بغیر شادی کے اکٹھا رہنے اور اعلیٰ مذہبی و اخلاقی اقدار کو نظر انداز کرتے چلے جانے سے تمام اعلیٰ قدروں کی نفی ہو جاتی ہے اور انسان نے تہذیب و ترقی کا جو ہزاروں سال کا لمبا سفر اور مذہبی و اخلاقی رہنمائی اور تجربات سے جو کچھ حاصل کیا تھا اسے ضائع کر کے پھر سے جانوروں والی زندگی شروع کرنے والی بات لگتی ہے۔

مذکورہ بالا اخراجات پر دوبارہ نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ شادی جیسا ضروری اور مقدس معاہدہ رسم و رواج کی آکاس بیل کے قابوس میں پھنس کر اپنی اصلی شکل اور مقصد کو ہی کھو بیٹھا ہے۔

بظاہر یہ دلچسپ رپورٹ اپنے اندر بہت اہم اور قابل غور امور لئے ہوئے ہے۔ اخراجات کی کثرت اور ایسے ہی بعض امور کو بنیاد بنا کر مغربی معاشرہ آہستہ آہستہ شادی کے خلاف ہوتا جا رہا ہے اور اس سے بچنے کا جو طریق رائج ہو رہا ہے وہ مذاہب عالم کی رہنمائی اور انسانی تجارب و تاریخ کی نفی کرتا ہے کیونکہ باہم ایک عہد وفا باندھ کر اس پر زندگی بھر عمل پیرا رہنا ہی دنیا بھر کے تمام مذاہب کی رہنمائی کا نتیجہ ہے۔ بعض فرضی اور موہوم نقصانات سے بچنے اور وقتی منافع اور لذتوں کو تلاش کرنے کے لئے شادی سے فرار کی راہ اختیار کی جاتی ہے۔

اخراجات کی زیادتی کا جہاں تک تعلق ہے یہ ایک نوجوان جوڑے کے لئے اپنی شادی شدہ زندگی گزارنے میں ضرور مشکلات کا باعث ہو سکتا ہے مگر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اخراجات کی زیادتی کسی مذہبی تعلیم کے نتیجہ میں ہے یا خود ساختہ ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ اخراجات کی زیادتی سے بچنے کے لئے اخراجات میں کمی کا سوچنے کی ضرورت ہے یا سرے سے شادی کے مقدس عہد کو ہی ختم کر دیا جاوے۔

اسلامی تعلیم کے مطابق تو شادی پر زیادہ اخراجات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میاں بیوی کی رضامندی حاصل کرنے اور نکاح کا اعلان کرنے میں تو شاید ہی کچھ خرچ اٹھتا ہو۔ مہر اور دعوت ولیمہ پر ضرور خرچ ہوتا ہے مگر وہ بھی فضول خرچی، اسراف، نمائش وغیرہ سے ہٹ کر کیا جائے تو کوئی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ اور یہ اصول بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ وہ شخص جو نمود و نمائش کی خاطر اپنی وسعت و طاقت سے بڑھ کر خرچ کرتا ہے وہ یقیناً اسلامی تعلیم کی روح کے خلاف عمل کرتا ہے۔ اس لئے زیادہ اخراجات کی ذمہ داری مذہب پر نہیں بلکہ صحیح مذہبی طریق کو چھوڑنے والوں پر عائد ہوتی ہے۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہم ہمیشہ مستعد اور چوکس رہیں کہ ہمارے معاشرہ میں غلط رسوم و رواج راہ پا کر ہمیں جادۂ استقامت اور صراط مستقیم سے دور نہ کر دیں۔ ہمارے ہاں بھی رسم و رواج کی چکا چوند سے متأثر و مرعوب ہو کر بعض لوگ اس طرف جھک جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے اسلامی روایات کو ترک کرنے کی غلطی کا ارتکاب کرنے کے ساتھ ساتھ غلط نمونہ قائم کرنے اور بے جا اسراف و فضول خرچی سے احمدی مسلم معاشرہ کو نقصان پہنچانے لگتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے گھروں میں ہر قسم کی غلط رسوم اور رواج کے خلاف جہاد کیا جائے کیونکہ اس میں بالعموم مذہبی روح کے خلاف ہونے کی وجہ سے انسان کو مذہب سے دور کر کے طرح طرح کی اور بھیانک خرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ اسلامی شریعت و احکام پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نکاح کے معاملہ میں کئی لوگ کئی وجوہات سے احکام شریعت کو توڑتے ہیں .... کہیں ننگ و ناموس کا ذکر ہوتا ہے تو کہیں قومیت اور ذات کا خیال ہوتا ہے۔ کہیں دولت مندی اور خوش حالی کو دیکھا جاتا ہے۔ .... غرض بہت سی اس قسم کی باتیں ہیں کہ شادی کے معاملہ میں شریعت کی خلاف ورزی کی جاتی ہے حالانکہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس کے متعلق بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ شریعت کی پابندی کرنی چاہئے''۔ (الفضل 8/نومبر 1920ء)

(عبدالباسط شاہد)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سرزمین عرب سے چلی روشنی
آج تک ہے سفر میں وہی روشنی
جلوۂ نور بکھرا کراں تا کراں
آسماں سے زمیں تک ہوئی روشنی
ظلمتوں کے غلافوں میں لپٹا تھا دل
آپؐ آئے تو دل کو ملی روشنی
ہم پہ احساں کیا ہے حضورؐ آپؐ نے
ہم اندھیروں میں تھے ہم کو دی روشنی
زندگی آپؐ کے دم سے روشن ہوئی
ورنہ پہلے کہاں اس میں تھی روشنی
مَیں نے جب بھی پکارا حضورؐ آپؐ کو
دیر تک میرے گھر میں رہی روشنی
اے رسولؐ خدا آپؐ پر ہو سلام
آپؐ نے ہی تو دنیا کو دی روشنی

(عبدالکریم خالد ۔ لاہور)

وعدہ اس کا وفا مدام ہوا
پھر عطا ہم کو اک امام ہوا
اس کی صورت کی رونمائی کا
آسمانوں سے اہتمام ہوا
خوب سے خوب جلوہ آرائی
خوب سے خوب یہ نظام ہوا
نقش میں نقش ہو گیا زنجیر
حُسن ہی حُسن کا مقام ہوا
نوؔر و محمودؔ و ناصؔر و طاہؔر
عشق مسرورؔ ہے جو نام ہوا
باقی سب دائرے شکستہ ہیں
اک تیرے نقش کو دوام ہوا
گردشیں اب غلام ہیں اُس کی
جو کوئی آپ کا غلام ہوا
بن گئی دھڑکنوں میں اک تصویر
آج تُو ہم سے ہمکلام ہوا
اس قدر روشنی تھی چہرے پر
ماہ کیا مِہر بھی تمام ہوا

(ناصر احمد سید)

وصیت کا بابرکت نظام

(حیدر علی ظفر ـ مبلغ انچارج جرمنی)

1905ء میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آپؑ کے وصال کے متعلق الہامات ہونے شروع ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ بعنوان ''الوصیت'' تحریر فرمایا۔ اِس رسالہ میں آپ نے دو اہم بنیادی ہدایات درج فرمائی ہیں :

الف۔ جماعت میں خلافت کے قیام کی خوشخبری۔

ب۔ اشاعت اِسلام اور تبلیغِ احکامِ قرآن کیلئے وصیّت کے نظام کا اجراء۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کتاب کا نام 'الوصیّت' انہیں دو اغراض کی بنا پر رکھا جانا معلوم ہوتا ہے۔

ایک تو وہ وصیّت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے قیام اور اُس کی کامل اطاعت کے متعلق جماعت کو فرمائی ہے۔

اور دوسری وصیّت ہر فرد جماعت کے لیے ہے کہ وہ اُس مالی نظام کا حِصّہ بن جائے جس کی بنیاد آپ نے تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے رکھی ہے۔

جہاں تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی وصیّت کا تعلق ہے اس کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام جاری و ساری ہے۔ گزشتہ سال 19/ اپریل 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی اور 22 اپریل کو حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوئے اور ہم سب نے آپ کی بیعت کی۔ اس طرح جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی وصیّت پر عمل پیرا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

جماعت احمدیہ کو اشاعت اسلام کے لیے مالی قربانی کرتے ہوئے اپنی آمدنیوں اور جائیدادوں کی وصیّت کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیّت کا اجراء فرمایا اور بہشتی مقبرہ قادیان کا قیام عمل میں آیا۔

یہ دونوں نظام یعنی نظام خلافت اور نظام وصیّت ہمارے سلسلہ کی جان ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ یعنی اگر نظام خلافت قائم ہے تو اس کے نتیجہ میں ہی نظام وصیّت بھی قائم رہے گا۔ چنانچہ دیکھ لیں خلافت ثانیہ کے قیام کے بعد جو لوگ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے محروم ہو گئے وہ ساتھ ہی وصیّت کے عظیم الشان نظام سے بھی محروم ہو گئے۔ لیکن جماعت کے جس حصہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیّت کے مطابق نظام وصیّت کو مضبوطی سے اپنے سینے سے چمٹائے رکھا ان کو خدا نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ قادیان کے علاوہ اور جگہوں پر بھی بہشتی مقبرہ قادیان کی شاخیں قائم کر سکیں۔ اور نظام خلافت کے ذریعہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں نظام وصیّت بھی جاری ہے۔ فالحمد لله علی ذالک

گزشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب جرمنی تشریف لائے تو نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے دیگر امور کے علاوہ موصیان کی تعداد کا جائزہ بھی لیا جو اس وقت بجٹ میں شامل تمام افراد کا ساڑھے گیارہ فیصد بنتی تھی۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ:

'' آئندہ سال کے لیے آپ اس تعداد کو 20% تک پہنچائیں''۔ گزشتہ سال فروری سے احباب کو خاص طور پر وصیّت کے نظام میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی کہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ تحریک ہے۔ اور خلیفہ وقت کی تحریکات میں کیا برکات ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ:۔

'' اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں ڈالتا ہے۔ تو اس کے متعلق آپ کو پوری طرح مطمئن ہونا چاہئے کہ ضرور کوئی الٰہی اشارے ایسے ہیں جو مستقبل کی خوش آئند باتوں کا پتہ دے رہے ہیں۔ اور وہ تحریک جو بظاہر معمولی سی آواز سے اٹھتی نظر آتی ہے ایک عظیم الشان عمارت میں تعمیر ہو جاتی ہے۔ جس تحریک میں آپ اس لیے حصہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعودؑ کے خلیفہ کی تحریک ہے اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گی جو آپ کے تصور سے بھی بالا ہوں گی''۔

(ماہنامہ خالد ربوہ جون 1986ء صفحہ 21)

بعض احباب کو اس وجہ سے وصیّت کرنے میں انقباض ہوتا ہے کہ وصیّت کی شرائط بڑی کڑی اور سخت ہیں اور ہم بہت کمزور ہیں اور اندیشہ ہے کہ کہیں شرائط پوری کرنے سے قاصر نہ رہ جائیں۔ اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ بنیادی طور پر وصیّت کی شرائط! شرائط بیعت کی ہی تجدید ہیں۔ اور اس کے ساتھ مالی قربانی کا بھی وعدہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ہمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ایفائے عہد کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

پھر عموماً نظام وصیّت میں شامل نہ ہونے کی دو بنیادی وجوہات ہوا کرتی ہیں۔

اول :۔ ایک احمدی نے اس نظام میں شمولیت کے متعلق سنجیدگی سے توجہ نہیں کی ہوتی۔

دوم :۔ باوجود خواہش کے وصیّت کی توفیق نہیں مل رہی ہوتی۔

جہاں تک پہلی وجہ کا تعلق ہے۔ ایک احمدی کو اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کے لیے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا درج ذیل فرمان مدّنظر رکھنا چاہئے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

(الوصیّت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327)

حضور کی منشاء اس تحریر سے یہی سامنے آتی ہے کہ'' اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر **بلا توقّف**'' عملی قدم اٹھانا ضروری ہے کیونکہ اطلاع پانے کے بعد تاخیر میں کئی خطرات اور خدشات مضمر ہوتے ہیں۔ اور جب مامور ربّانی کی طرف سے تحریک ہو جس سے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے تحت عہد بیعت میں اپنا سب کچھ مال، اولاد، عزت و آبرو بیچ چکے ہوئے ہوں تو ایک مخلص عقیدتمند اور عہد بیعت پر پورے اترنے والے مرید کے لیے تاخیر یا التواء کا قطعاً کوئی جواز نہیں رہتا۔ انسان کی اپنی سوچیں کیسی اور کچھ بھی ہوں مامور ربّانی اپنے مرید سے یقیناً زیادہ سوچ اور فکر اور مفادات کی حفاظت کا جذبہ اور ملکہ رکھتا ہے اور مرید کا مقام صرف اور صرف سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا والا ہے۔ اور نظام وصیّت میں شمولیت ہونا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کا زندہ ثبوت ہے۔

وصیّت کے نظام میں شمولیّت اختیار نہ کرنے کی دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ باوجود سمجھنے اور خواہش رکھنے کے وصیّت کرنے سے محرومی ہے تو لازماً خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسے شخص کی کوئی کمزوری، گناہ یا بدنصیبی اس کے رستے میں حائل ہے۔ بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص مال کے حصول اور استعمال میں ایسا محتاط اور پرہیز گار نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کے مال کو قبول کرے۔ اس لیے انسان اپنی محرومی کا گہرا جائزہ نہیں لیتا اور وقت اس کے ہاتھ سے نکلتا جاتا ہے۔

یا بعض اوقات انسان کے یومیہ کاروبار اور کردار میں ایسے داغ دھبے ہو سکتے ہیں جو اس کے رستے میں روک بنے ہوئے ہیں اور انسان غفلت کا شکار ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان رات یہ ارادہ کر کے سوتا ہے کہ صبح وصیّت کرے گا لیکن جب صبح آتی ہے تو بعض دیگر تقاضے بھی اسے پیش آ جاتے ہیں جنہیں وہ ترجیح دیتا ہے اور اس طرح اس کے صبح و شام نظام وصیّت سے محرومی میں گزرتے رہتے ہیں۔ ایسے شخص کو اپنی فکر ضرور کرنی چاہئے کہ وہ کونسے ایسے عوامل ہیں جو مامور ربّانی کی توقع پر پورا اترنے میں روک بن رہے ہیں اور اس کی روحانی ترقی میں حائل ہو رہے ہیں کیونکہ مامور ربّانی کی اطاعت سب سے مقدم ہے۔ مال کا حصول اس کا استعمال یا اس سے استفادہ اپنی ذات میں جائز سہی لیکن اگر یہ حالتیں مامور کی اطاعت یا توقع پہ پورا اترنے میں روک ہوں تو ایک مخلص اور سچّے تابعدار کے لیے لازماً لمحۂ فکریہ ٹھہرتی ہیں۔ پس ایک مخلص احمدی کا سب سے مقدم فریضہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں وجوہ کو دور کرے اور وصیّت کے نظام میں شمولیّت کے معاملہ میں مامور ربّانی کی ندا پر لبّیک کہے۔

بعض احباب جنہیں نظام وصیّت میں شمولیت کی تحریک کی جاتی ہے تو وہ کسر نفسی سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقویٰ کے اس معیار پر نہیں ہیں جس کا تقاضا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا درج ذیل ارشاد پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''دوستوں کو چاہئے کہ جو وصیّت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیّت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے ان کے لیے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وہ وصیّت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیّت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیّت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے''۔ (الفضل یکم ستمبر 1932ء)

مزید فرمایا کہ :۔

''یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیّت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں مَیں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیّت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آ جاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصّہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیّت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہئے کہ وصیّت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کے لیے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیّت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیّت سے محروم ہیں اور جنّت کے قریب ہوتے ہوئے بھی اس میں داخل نہیں ہوتے''۔

(الفضل یکم ستمبر 1932ء)

جو بات خلیفۂ وقت کے منہ سے خدا تعالیٰ نکلواتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے اور وہ باتیں خدا تعالیٰ بعینہٖ پوری کر دیتا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

Wiesbaden لوکل امارت میں جب وصیّت سیمینار منعقد کیا گیا تو اس کے بعد ایک دوست نے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا کہ کافی عرصہ سے مجھے دوست احباب اور صدر صاحب جماعت نظام وصیّت میں شمولیت کے لئے کہہ رہے تھے۔ مگر میرا یہی جواب تھا کہ ابھی میں اپنے آپ کو اس معیار پر پورا نہیں پاتا مگر آج جو اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پڑھ کر سنایا گیا ہے۔ اسے سننے کے بعد میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ میں نظام وصیّت میں ابھی شامل ہوتا ہوں کیونکہ آپ نے یہ فرما دیا ہے کہ جو شخص وصیّت کرتا ہے اس کی ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے اور خدا اسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔

اسی طرح Frankfurt میں ایک دوست نے نظام وصیّت میں شمولیت اختیار کی ان کے یہ تأثّرات تھے کہ نظام وصیّت ایک ایسا نظام ہے جو بندے کی اصلاح خود کرتا ہے۔ کمزوریوں کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس نے قسم کھا کر کہا کہ میری

وصیّت میں شمولیت سے پہلے کی زندگی اورتھی اور بعد کی زندگی اور ہے اس نظام میں شمولیّت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے اندرایک احتساب کاعمل شروع ہو گیا ہے۔ مجھے اپنی کمزوریاں نمایاں طور پر نظر آنی شروع ہوگئیں۔اور خدا کے فضل سے میں ان سے دور ہوتا چلا گیا۔

آج جو صدائے بازگشت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے ہم نے سنی دراصل یہ آواز وہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے 1905ء میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد نظام وصیّت کو قائم کرتے ہوئے دی۔ اور پھر 1942ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تقریر فرمائی جو کہ ’’نظام نَو‘‘ کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ تقریر میں خدا تعالیٰ کے القاء سے کر رہا ہوں۔اس تقریر میں آپؓ نے نظام وصیّت کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا کہ کس طرح اس نظام نے دنیا میں قائم ہونا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:۔

’’پس اے دوستو! جنہوں نے وصیّت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیّت کی ہے اس نے نظامِ نَو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نَو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے۔اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے اور اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لیے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیّت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔تم تحریک جدید اور وصیّت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے‘‘۔

مزید فرمایا:۔

’’پس تم جلد سے جلد وصیّتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظامِ نَو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیّتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں۔ اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردِہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفتِ باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرمادی‘‘۔(نظام نو صفحہ131-132)

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال
اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔
ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بھترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

تحریک الوصیّت دراصل دنیا کے نظامِ نَو کی بنیاد ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1942ء میں اس کی وضاحت میں فرمایا تھا کہ:۔

’’جب وصیّت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھِرے گا۔ کیونکہ وصیّت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہو گا‘‘۔ (نظام نوصفحہ 130)

آپؓ نے مزید فرمایا کہ:۔

’’یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دی ۔آپؑ صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے اور جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے اس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔اسکا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں جنکو ابھی بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلاّ چلاّ کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں ۔امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں ۔اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام اَلوصیّت میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ اَلوصیّت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے‘‘۔(نظام نو صفحہ117)

’’پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیّۃ کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے‘‘۔ (نظام نو صفحہ130-131)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ وصیّت کے نظام کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

’’وصیّت کا معاملہ نہایت اہم معاملہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اسے ایسی خصوصیت بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے کہ کوئی مومن اس کی اہمیت اور عظمت کا انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے مگر وصیّت کا نظام ایسا نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ4مئی 1928ء)

اسی طرح فرمایا کہ:۔

’’اگر ساری دنیا احمدی ہو جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ساری دنیا سے یہ مطالبہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ تمہارے ایمانوں کی آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم سچے مومن ہو، اگر تم جنت کے طلب گار ہو، اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی جائیدادوں کا 1/10 سے 1/3 حصّہ اسلام اور مصالحِ اسلام کی اشاعت کے لئے دے دو۔ اس طرح ساری دنیا کی جائیدادیں قومی فنڈ میں آجائیں گی اور بغیر کسی قسم کے جبر اور لڑائی کے اسلامی مرکز صرف ایک نسل میں تمام دنیا کی جائیدادوں کے 1/10 سے 1/3 حصہ کا مالک بن جائے گا۔ اور اس قومی فنڈ سے تمام غرباء کی خبر گیری کی جاسکے گی‘‘۔

مزید فرمایا:۔

’’پھر یہ یاد رکھو کہ وصیّت صرف پہلی نسل کے لئے نہیں ہے بلکہ دوسری نسل کے لئے بھی ہے۔ اور اس سے بھی انہی قربانیوں کا مطالبہ ہے اور چونکہ وصیّت سے دنیا کے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے۔ اگلی نسل اس کو لینے سے کس طرح انکار کرے گی پس دوسری نسل پھر اپنی خوشی سے بقیہ جائیداد کا 1/10 سے 1/3 حصّہ قومی ضرورتوں کے لئے دے دے گی اور پھر تیسری اور پھر چوتھی نسل بھی ایسا ہی کرے گی اور اس طرح چند نسلوں میں ہی احمدیوں کی جائیدادیں نظامِ احمدیت کے قبضہ میں آجائیں گی۔ فرض کرو سب دنیا احمدی ہو جائے تو اسکا نتیجہ جانتے ہو کیا نکلے گا۔ یہی کہ چند نسلوں میں اپنی خوشی سے ساری دنیا اپنی جائیدادیں قومی کاموں کے لئے دے دے گی اور اس کی انفرادیت بھی تباہ نہ ہوگی، عائلی نظام بھی تباہ نہ ہوگا اور پھر لوگ اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے اور دولت پیدا کریں گے۔ اور پھر اپنی خوشی سے اس کا 1/10 سے 1/3 حصہ قومی ضرورتوں کے لئے دے دیں گے۔ پھر یہ نیا مال چند نسلوں میں قومی فنڈ میں منتقل ہو جائے گا۔ اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا‘‘۔

(نظام نوصفحہ119-120)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:۔

’’جس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے وصیّت لکھی اور اس کا مسوّدہ باہر بھیجا تو خواجہ کمال الدین صاحب اس کو پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہنچے تو وہ بے خود ہو گئے۔ ان کی نگاہ نے اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا۔ وہ پڑھتے جاتے اور اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر کہتے جاتے کہ ’’واہ اوئے مرزیا احمدیت دیاں جڑاں لگا دتیاں ہیں‘‘ یعنی واہ واہ مرزا تُو نے احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب کی نظر نے بے شک اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا مگر پورا پھر بھی نہیں سمجھا۔ درحقیقت اگر وصیّت کو غور سے پڑھا جائے تو یوں کہنا پڑتا ہے کہ واہ او مرزا تُو نے اسلام کی جڑیں مضبوط کر دیں۔ واہ مرزا تُو نے انسانیت کی جڑیں ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیحِ الْمَوْعُودِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ‘‘۔

(نظام نوصفحہ128-129)

اس مضمون میں ایسے احمدی بھائی اور بہنیں جنہوں نے تا حال نظام وصیّت میں شمولیت نہیں کی انہیں توجہ دلانا مقصود ہے کہ آپ نے آسمانی مسیحا اور روحانی معالج کو شناخت تو کر لیا لیکن اس کے تجویز فرمودہ علاج کو مکمل صورت میں اپنانا ابھی باقی ہے۔ علاج وہی کارگر ہوتا ہے جس میں معالج کی ہدایات کی سو فیصد پابندی ہو ورنہ ایسے علاج سے پورا فائدہ کیونکر ہوسکتا ہے جس میں مریض اپنی مرضی چلائے اور آدھا علاج معالج کا قبول کرے۔ اگر دجّالیت سے کامل تحفظ مطلوب ہے تو معالج کی کامل اتباع اور کامل اطاعت بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ وصیّت آپ کی بہت سی روحانی کمزوریوں کی دوری اور اخلاقی عیبوں کی درستی کا موجب بن سکتی ہے۔

وصیّت کا دوسرا اور اہم رکن امتیازی رنگ میں مالی قربانی کرنا ہے۔ اور یہ رکن بھی دراصل ارشاد نبویؐ سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

’’لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃٌ وَ فِتْنَۃُ اُمَّتِیْ اَلْمَالُ‘‘

کہ ہر امت کو کسی نہ کسی فتنہ کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر میری امت کے لیے مال و دولت فتنہ کا رنگ اختیار کر سکتی ہے۔ چنانچہ نظام وصیّت میں موصی سے فتنہ مال کے خطرہ کو کم کرنے کے لیے غیر موصی کی نسبت زیادہ قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ مال کے فتنہ کے مضرات کا اندازہ کرنے کے لیے ہمیں اس صورت حال کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے جس سے آج کا انسان دوچار ہے کہ جہاں مال کے حصول کے لئے دین، ایمان، غیرت، عزّت، شرافت، عصمت اور اخلاقی پاکیزگی کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ مال انسان کا معبود بن چکا ہے۔ لوگوں میں مال کو ’’قاضی الحاجات‘‘ کہا جاتا ہے اور زندگی کا نصب العین یہی مال قرار پا چکا ہے۔ اس سے بڑھ کر مال کے فتنہ کی شدت کیا ہوگی۔ ایسے حالات میں ایک احمدی موصی مال کو پوجنے کی بجائے اسے قربان کرتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس قدر مال کی قربانی میں قلبی بشاشت اور قربت الٰہی کے حصول کا جذبہ کارفرما ہوگا۔ اسی قدر وہ قربانی انسان کے لیے خیر و برکت کے دروازے کھولنے والی ہوگی اور موصی حضرات کی اکثریت بفضلہٖ تعالیٰ اس خیر و برکت سے حصہ پا رہی ہے۔ مگر ایک غیر موصی احمدی کے سوچنے

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپس کے جھگڑوں اور لڑائیوں اور فسادوں کو ختم کریں

تم آپس میں جلد صلح کرواور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو

(چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنجشوں اور لڑائی جھگڑوں سے احتراز اور صلح صفائی سے رہنے سے متعلق قرآن مجید ، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۷ ستمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۷ تبوک ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِن بَغَتْ اِحْدٰ هُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ. فَاِنْ فَآءَ تْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا .اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ٥ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾۔ (سورة الحجرات آيات 10-11)

آجکل اخبار روزانہ ہی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں کہ فلاں ملک میں یہ فساد ہو رہا ہے اور فلاں ملک میں وہ فساد ہو رہا ہے۔ لوگ آپس میں بھی لڑائیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ عدالتوں میں جاؤ تو یوں لگتا ہے جیسے سوائے لڑائی جھگڑوں کے اور مقدمے بازیوں کے لوگوں کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں اور تقریباً سارے برصغیر میں عام مشہور ہے کہ زمیندار کے پاس جب تھوڑے سے پیسے آجائیں یعنی کچھ فصل کی آمد ہو جائے، کیونکہ ویسے تو عموماً ہمارا زمیندار قرضوں کے بوجھ تلے ہی رہتا ہے بلکہ اکثر غریب ملکوں کے زمینداروں کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے کہ وہ قرض لے کے پیدا ہوتا ہے اور قرضوں میں ہی زندگی گزارتا ہے اور قرض میں ہی مرتا ہے یعنی پچھلوں کے لئے بھی قرض چھوڑ کے جاتا ہے۔

تو بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے دیہاتی طبقے، چھوٹے زمینداروں بلکہ کسانوں میں بھی جب کسی کے پاس تھوڑا سا پیسہ آجائے، کچھ رقم آجائے تو یہ رقم عموماً لڑائیوں اور مقدمہ بازیوں میں خرچ کر دی جاتی ہے۔ زمین کے ایک ایک فٹ کے لئے فساد ہو رہا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ پھر ان پہ لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ پھر قتل ہو جاتے ہیں۔ پھر مقدمے چلتے ہیں اور جتنی ان لوگوں کی کمائی ہوتی ہے وہ سب انہیں مقدموں اور لڑائیوں میں اور وکیلوں اور اپنے حمایتیوں کے اخراجات پورے کرنے کی نذر ہو جاتی ہے۔ پھر قرض لے کر مقدمے چل رہے ہوتے ہیں تو عموماً بہت سارے لوگ جو زمیندارہ خاندانوں میں سے آئے ہوئے ہیں ان کو پتہ ہے کہ کیا حالات ہو رہے ہوتے ہیں۔ یعنی صلح والی کوئی بات نہیں ہوتی۔ شہروں میں بھی یہی حال ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتی ہیں۔ سارا زور ہے تو اپنی جھوٹی اَنا پر اور اس کے لئے برباد بھی ہو جائیں تو کوئی بات نہیں۔ اللہ کا خانہ تو ان لوگوں کا بالکل خالی ہے۔ اور مسلمانوں میں بھی عموماً یہ بہت ہے۔ پاکستان میں بھی دیکھیں اگر پوچھو آپ مسلمان ہیں، ہاں! الحمدللہ، ماشاء اللہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے تعلیم پر عمل نہیں کرنا۔ اور پھر یہ حال تو ان کا ہونا تھا۔ اسی لئے ان کی اصلاح کے لئے امام مہدی نے بھی آنا تھا۔ یہی حال ملکوں اور قوموں کا ہے۔ ناجائز طور پر دوسرے ملکوں کو امن کے نام پر اپنے ماتحت کرتے ہیں، زیرنگیں کرتے ہیں۔ اپنی شرطوں پر ان کو زندہ رہنے کا حق دیتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ چھوٹے ملکوں کے وسائل سے فائدہ اٹھا سکیں، ان کی دولت پر قبضہ کر سکیں۔ آج دنیا میں جو تمام فساد نظر آتا ہے وہ اسی وجہ سے ہے۔ دنیا کی معیشت پر قبضہ کرنے کے لئے یا معاشی فائدے اٹھانے کے لئے یا پیسہ کمانے کے لئے یہ سب فساد ہے۔ یا یہ کہہ لیں کہ دوسرے کی چیز پر نظر رکھنے کی وجہ سے یہ ہے۔ دوسرے کے مال کو اپنا مال بنانے کی ہوس جو ہے اس کی وجہ سے یہ فساد ہے۔ اور یہ سب کچھ اس زمانے میں اس لئے بڑھ گیا ہے کہ جس ناجائز پیسہ کمانے کے طریق سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا وہ عام ہو گیا ہے۔ یعنی سود، اور اس کی بھی اتنی قسمیں نکل آئی ہیں کہ اگر کوئی بچنا بھی چاہے تو اس کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ کس طرح بچا جائے۔ کسی نے قرض لیا ہے کہ سود ہے بھی اس میں کہ نہیں ہے۔ اور اس شیطانی چکر نے ان سب کو اس طرح گھیر لیا ہے کہ سوائے مومن کے، تقویٰ پر چلنے والے کے، اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور کچھ نہیں اگر کسی نے انفرادی طور پر قرض نہیں بھی لیا ہوا تو ملکوں نے، حکومتوں نے جو سود پر قرض لئے ہوتے ہیں اس نے ہی قوم کے ہر فرد کو زیر بار کیا ہوا ہے۔ آخر وہ سود قوم کے پیسے سے ہی اترنا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ اس وجہ سے، جو وجہ میں نے بیان کی ہے ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ (الروم:42) کے نظارے نظر آئیں گے۔ یعنی ان نالائقیوں، ان ہوسوں، ان چالاکیوں، سودی کاروباروں، اور لوگوں کے حقوق غصب کرنے کے طریقوں، اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے کی وجہ سے زمین میں بھی اور سمندر میں بھی فساد ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لیں دنیا میں آجکل اسی طرح ہو رہا ہے۔ عموماً وجوہات یہی ہیں۔ لیکن اس زمانے میں مومنوں کو، زمانے کے امام کے ماننے والوں کو یہ نصیحت ہے کہ جب بھی ایسی صورت ہو تم نے اصلاح کی کوشش کرنی ہے، فریقین میں صلح وصفائی کروانے کی کوشش کرنی ہے۔ چاہے وہ گھریلو لیول (Level) پر میاں بیوی کے جھگڑے ہوں، چاہے وہ کاروباری جھگڑے ہوں، چاہے وہ جھوٹی انانیت کے جھگڑے ہوں، چاہے قوموں کے قوموں سے جھگڑے ہوں۔ قوموں کے بارے میں نہیں بلکہ آج کے خطبے میں میں چھوٹے لیول پر، معاشرے کے لیول پر، اس حوالے سے بات کروں گا۔ لیکن اگر قومیں بھی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں طریق سکھایا ہے اس کو اپنا لیں تو دنیا کے فساد ختم ہو سکتے ہیں، دنیا کے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ تبھی جو امن قائم کرنے والی تنظیمیں ہیں وہ امن قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ تبھی یو این او (UNO) کامیاب ہو سکتی ہے۔ لیکن بہرحال یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ اس وقت مَیں معاشرے کے لیول کی بات کر رہا ہوں، اسی کے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔

مومن کے لئے یہ حکم ہے کہ اوّل تو تم ان جھگڑوں سے بچو، اور اگر کبھی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ یہ لڑائی جھگڑے آپس میں ہونے لگیں تو دوسرے مومن مل بیٹھیں اور ان کی آپس میں صلح کروائیں۔ دونوں کو قائل کریں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر یوں لڑنا اچھا نہیں ہے۔ کیوں اللہ تعالیٰ کے نافرمان بنتے ہو۔ آپس میں ایک دوسرے کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے، ایک دوسرے سے بدلے لینے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ اگر سمجھانے سے وہ باز آ جائیں اور صلح اور صفائی سے کسی فیصلے پر پہنچ جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر جو فیصلہ نہیں مانتا اس کو پھر فرمایا کہ سزا دو۔ اس کو معاشرے میں کوئی مقام نہ دو، اس کے ہمدرد نہ بنو۔

اب بعض جھگڑوں کے فیصلے کے لئے لوگ جماعتی طور پر بھی قضاء میں آتے ہیں یا ثالثی کرواتے ہیں۔ اور جب ایک فیصلہ ہو جاتا ہے تو بعض ان میں سے فیصلہ ماننے سے انکار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے جب ان کو کوئی تعزیر ہوتی ہے، کوئی سزا ملتی ہے، کیونکہ جماعتی معاشرے کے اندر تو نظام جماعت کا فیصلہ نہ ماننے پر اظہار ناپسندیدگی ہو سکتا ہے۔ کوئی پولیس فورس تو جماعت کے پاس ہے نہیں۔ تو جب یہ سزا ملتی ہے تو فیصلہ نہ ماننے والوں کے عزیز یا دوست بجائے اس کے کہ ان پر دباؤ ڈالیں کہ برکت

اسی میں ہے کہ فیصلہ مان لو، یہ کہنے کی بجائے ان کی ناجائز حمایت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح کی ناجائز حمایت سے تو سزا یافتہ شخص کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس کو پتہ ہے میرا بھی ایک گروہ ہے میرے قریبی میرا برا نہیں مان رہے۔ میرا اٹھنا بیٹھنا جس معاشرے میں ہے اس میں اس چیز کو برائی نہیں سمجھا جا رہا تو پھر اصلاح نہیں ہوتی۔ یا ہوتی ہے تو بڑا لمبا عرصہ چلتا ہے۔ اس لحاظ سے اصلاح کے لئے حکم ہے تو پورے معاشرے کو حکم ہے کہ جب کسی کے خلاف تعزیر ہو تو پورا معاشرہ اس پہ دباؤ ڈالے، اس کی اصلاح کی کوشش کرے، نہ کہ ناجائز حمایت۔

تو فرمایا: ایسے لوگوں سے فیصلہ منوانے کے لئے ضروری ہے کہ ان پر دباؤ ڈالو۔ فیصلہ غلط ہے یا صحیح ہے جب اپیل کے بعد تمام حق ختم ہو گئے تو اب معاشرے کا کام ہے کہ فیصلہ پر عمل درآمد کے لئے دباؤ ڈالے اور اگر معاشرہ صحیح طور پر دباؤ ڈال رہا ہو تو معاشرے کا دباؤ کوئی نہیں سہہ سکتا۔ تو چھوٹے معاشرے کی حد تک جماعت کے اندر جیسا کہ میں نے کہا اس حکم کی تعمیل کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ لڑو ان سے، تو اس کا یہی مطلب ہے کہ ان پر معاشرے کا دباؤ ڈالو۔ رشتہ داریوں کا دباؤ ڈالو، دوستیوں کا دباؤ ڈالو تو جب یہ دباؤ پڑ رہے ہوں گے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی فیصلہ ماننے سے انکاری ہو جائے۔ اس طرح پورا معاشرہ نظام جماعت کی مدد کر رہا ہوگا۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ جب اس حکم کے تحت ایسا معاشرہ قائم ہو جائے گا تو ایک دو واقعات کے بعد ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے کی کوئی کوشش ہی نہیں کرے گا۔ یہ لڑائیاں ہی نہیں ہوں گی، یہ فساد ہی نہیں ہوں گے اور فتنے ہی نہیں ہوں گے جماعت کے اندر۔

پھر فرمایا کہ جب اس دباؤ کی وجہ سے دوسرا فریق صلح پر راضی ہو جائے، فیصلہ ماننے پر راضی ہو جائے تو پھر نہ ہی معاشرے کو، لوگوں کو، دوستوں کو، نہ ہی نظام جماعت کو کسی قسم کی اَنا کا مسئلہ بنانا چاہئے بلکہ انہیں شرائط پر جو فیصلہ میں طے کی گئی تھیں ان کی تنفیذ ہونی چاہئے۔ اور پھر ہر فریق کو یہ بھول جانا چاہئے کہ کوئی مسئلہ ہوا تھا۔ خاص طور پر جس فریق کو حق ملنا ہے یا جن لوگوں نے تنفیذ کروانی ہے۔ پھر یہ نہیں کہ کچھ عرصے بعد اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کو یاد کروایا جائے کہ تمہارے ساتھ یہ ہوا تھا، تمہاری تعزیر ہوئی تھی، تمہارے ساتھ فلاں ہوا تھا۔ پھر اس چیز کو بھول جائیں۔ پھر فیصلہ پر عمل کرنے والے کو معاشرے میں وہی مقام دیں جو ایک عام آدمی کا ہے، جو سب کا ہے۔ پھر دوسرے فریق کو بھی یہ کہنا ہوگا، جس کا حق غصب کیا گیا جیسا کہ میں نے کہا کہ اب کیونکہ تمہیں تمہارا حق مل گیا ہے اس لئے آپس میں محبت اور پیار سے رہنا شروع کر دو، دلوں کے کینے نکال دو۔ اگر اس طرح معاشرہ عدل اور انصاف کے تقاضے پورے کرے گا تو فرمایا پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے جو ایک مومن کو ملتی ہے۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا ہے کہ مومن بھائی بھائی ہیں۔ اُن کو معاشرے میں صلح و صفائی سے رہنا چاہئے اور اگر کبھی رنجش پیدا ہو بھی جائے تو صلح کروانے کے طریق کو اختیار کرو۔ تمام معاشرہ، ہر فرد جماعت ایک دوسرے کے حق کی حفاظت کرے اور اس کو حق دلوائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے۔ اس سے تم اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے حقوق العباد ادا کرنے والے کہلاؤ گے اور جب یہ حالت تمہیں حاصل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ جو اسی انتظار میں رہتا ہے کہ اپنے بندوں پر رحم کرے وہ پیارا خدا تم پر رحم کرے گا۔

اب میں چند احادیث پیش کرتا ہوں جس سے معاشرے کی اصلاح کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص کذاب نہیں کہلا سکتا جو لوگوں کے درمیان اصلاح کروانے کی غرض سے صرف اچھی بات ان تک پہنچاتا ہے یا کوئی بھلائی کی بات کہتا ہے۔ (بخاری کتاب الصلح ۔باب لیس کاذب الذی یصلح بین الناس)

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M

Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

یعنی وہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا جو اصلاح کی غرض سے صرف اچھی بات پہنچائے۔ بعض دفعہ دو آدمیوں میں تعلقات ٹھیک نہیں ہوتے لیکن جب تعلق ایک دوسرے سے ٹھیک تھے تو ایک دوسرے کی اچھائیوں، برائیوں، نیکیوں اور بدیوں کا بھی پتہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی تیسرا شخص جس کا ان دونوں سے تعلق ہے وہ اگر کسی سے دوسرے کے بارے میں نیکی کی بات سنے تو دونوں میں صلح کروانے کی غرض سے اس نیکی کی بات کو ان تک پہنچائے اور سمجھائے کہ دیکھو فلاں نے، دوسرے آدمی نے تمہارے بارے میں مجھے فلاں وقت میں بتایا تھا کہ تمہارے اندر فلاں فلاں نیکیاں ہیں۔ اس کے دل میں تمہاری بڑی قدر ہے۔ اور جن باتوں پر تمہاری رنجشیں ہو چکی ہیں ان باتوں کو بھول جاؤ اور صلح صفائی کرو، یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ تو فرمایا کہ ایسا شخص کذّاب نہیں کہلائے گا۔ چاہے اس کے علم میں تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے کی برائیاں کی ہوتی ہیں وہ بھی اس کے علم میں آ جاتی ہیں لیکن کیونکہ صلح کروانے کی کوشش کرنی ہے اس لئے وہاں صرف اچھی باتیں جو کی ہوتی ہیں وہی بتاؤ۔ اور برائیاں بتانے کی ضرورت نہیں۔ فساد اور جھگڑے کو ہوا دینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض ایسے فتنہ پرداز بھی ہوتے ہیں، تجربے میں آتے ہیں، باتوں کا مزا لینے کے لئے آپس میں دو اشخاص کو لڑا کر بھی بعضوں کو مزا آ رہا ہوتا ہے وہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کس طرح لڑتے ہیں اگر ایک سے دوسرے کے خلاف کوئی بات سنیں گے تو پھر اور اس کو مرچ مصالحہ لگا کر دوسرے کو بتاتے ہیں۔ تو ایسے لوگ

فتنہ پرداز تو ہیں ہی لیکن ساتھ جھوٹے بھی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ معاشرے کی اصلاح کے لئے ایک دوسرے کی نیک باتوں کو ایک دوسرے تک پہنچانا چاہئے۔ فرمایا: اور مشورے بھی ہمیشہ بھلائی کے دو، ایسے مشورے دو جو صلح کے مشورے ہوں، نیکی اور خیر کے مشورے ہوں اور جھوٹے کے بارے میں تو یہی ہے ایک تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، پھر اور بھی بہت ساری سزائیں ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اس دن میں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے لوگوں کے ہر عضو پر صدقہ ہے۔ اگر تُو دو بندوں کے درمیان عدل کرتا ہے تو یہ صدقہ ہے۔ اگر کسی شخص کو اس کی سواری پر سوار کرنے میں مدد کرتا ہے یا اس کا سامان اس پر لادنے میں مدد کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھی بات بھی صدقہ ہے۔ اور ہر قدم جو تُو نماز پڑھنے کے لئے جاتے ہوئے اٹھاتا ہے صدقہ ہے۔ اور اگر تو رستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دیتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری کتاب الجہاد والسیر ۔باب من اخذ بالرکاب ونحوہ)

تو یہاں اچھی بات کہنے کا، بھلائی کی بات کہنے کا، صلح صفائی کی بات کہنے کا بھی وہی ثواب وہی درجہ رکھا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف جانے والے کی حرکتوں کا ہے۔ دوسرے یہاں یہ بھی پتہ لگ گیا کہ اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے والے، ان کے حقوق ادا کرنے والے، ایسے حقوق کی ادائیگی کرنے والے لوگوں کو ان کی نیکیوں کا بھی اتنا ثواب ملے گا جتنا عبادت کرنے کا ثواب ہے، جتنا نماز پڑھنے کا ثواب ہے۔ یعنی یہ دونوں چیزیں جیسا کہ کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور سب کو علم ہے کہ اللہ کے حقوق بھی، بندوں کے حقوق بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

پھر فرمایا کیونکہ صدقہ ہے اس لئے اس کا ثواب بھی یقیناً صدقے کی طرح ہوگا۔ اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ صدقے کا ثواب سات سو گنا تک ہو جاتا ہے۔ تو یہ ہے بھلائی کی بات کہنے والے کا،

سیٹلائٹ

صلح صفائی کروانے والے کا مقام۔

پھر حضرت ابوعباس سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہوگیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں کے ساتھ ان کی صلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں دیر ہوگئی۔ اور نماز کا وقت ہوگیا۔ چنانچہ حضرت بلالؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کروانے کے لئے گئے تھے وہاں دیر ہوگئی ہے جبکہ نماز کا وقت ہوگیا ہے کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھادیں گے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو میں نماز پڑھادیتا ہوں۔

(بخاری کتاب الاذان ۔باب ما دخل لیؤم الناس فجاء الامام)

حدیث میں جو اصل مضمون ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ترجیح دی کہ کچھ دیر رک جائیں اور فریقین میں صلح صفائی کروادیں۔ نماز جو باجماعت ہونی تھی وہ بعد میں پڑھ لیں گے۔ ظاہر ہے اس وقت نماز کا کچھ وقت ہوگا تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ٹھیک ہے کچھ لوگ بعد میں پڑھ لیں گے، پڑھادی جائے۔ لیکن اس وقت مقدم یہی ہے کہ دو مسلمان جو لڑے ہوئے ہیں ان کی صلح صفائی کروائی جائے۔ پھر لڑائی جھگڑوں میں کئی کئی مہینے بلکہ سالوں ناراضگیاں چلتی ہیں۔ لیکن ایک مومن کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو صلح کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ (بخاری کتاب الادب) یعنی بول چال بند رکھے۔ بعض دفعہ حیرت ہوتی ہے یہ باتیں سن کر کہ قریبی رشتہ دار آپس میں بعض دفعہ مہینوں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے اور جس بات پر لڑائی یا رنجش ہو وہ بالکل معمولی سی بات ہوتی ہے تو ایسے لوگوں کو ہمیشہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سامنے رکھنا چاہئے کہ اول تو لڑنا ہی نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑائی ہو بھی گئی ہے، کوئی وجہ بن بھی گئی ہے تو تین دن سے زیادہ حکم نہیں ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن سے بات نہ کرے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ جھگڑالو ہو۔

(بخاری کتاب الادب)

یعنی اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ تقویٰ اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کا پسندیدہ بننے کی کوشش کرے۔ آپس کے جھگڑوں اور لڑائیوں اور فسادوں کو ختم کریں۔ مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ ایک طرف تو ایمان لانے کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف اپنے بھائی کے گناہ نہ بخشتا ہو، اس کی غلطیاں نہ معاف کرسکتا ہو۔ کیونکہ فرمایا کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ ترین شخص ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ آپ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں ہے۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے‘‘۔ (کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد19صفحہ12)

خدا کرے کہ ہم آپس میں جو چھوٹی چھوٹی باتوں میں رنجشیں ہیں اور لڑائیاں ہوتی ہیں ان کو جلد ختم کرنے والے ہوں، ہر کوئی جلد صلح کی طرف بڑھنے والا ہو۔ یہ بڑا سخت انذار ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ وہ کاٹا جائے گا۔ خدا نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی کاٹا جائے۔ پس استغفار کریں اور ہر احمدی کو بہت زیادہ استغفار کرنا چاہئے۔ اور یہ دعا بھی پڑھنی چاہئے کہ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران: ۹)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’میں صلح کو پسند کرتا ہوں اور جب صلح ہو جاوے پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اس نے کیا کہا اور کیا کیا‘‘۔ یعنی جب کسی سے لڑائی ہوئی اور پھر صلح ہوئی تو پھر دوبارہ جس سے صلح ہوگئی ہے اس کے پاس ذکر نہیں ہونا چاہئے کہ اس نے کیا کہا۔ یا کیا کیا۔ ’’میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجّال اور کذّاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے۔ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ ور نہیں ہونا چاہئے۔ اگر وہ کینہ ور ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا وہ انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔ اسے تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پرواہ نہ کرے‘‘۔

فرمایا کہ: ’’میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے۔ نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جائے‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ69 جدید ایڈیشن)۔ بہت سی لڑائیاں صرف اس لئے چل رہی ہوتی ہیں کہ دلوں کے کینے دور نہیں ہوتے۔ پس صلح کرنے کی ضرورت ہے، دلوں کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہر ایک کو کینوں سے اپنے آپ کو صاف کرنا چاہئے۔

فرمایا کہ یہ تبھی ہوسکتا ہے تبھی ممکن ہے کہ اپنے بھائیوں سے اسی طرح ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ ان کے حقوق ادا کرنے کے لئے بھی اسی طرح سوچو جس طرح اپنے حقوق لینے کے لئے سوچتے ہو۔ تو یہ پاک معاشرہ جب قائم ہوگا تو لڑائیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور صلح کی بنیادیں بھی پڑ جائیں گی بلکہ صرف صلح ہی صلح ہوگی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’آپس میں صلح کاری اختیار کرو۔ صلح میں خیر ہے۔ جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں۔ اور اگر کوئی لغو بات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں‘‘۔ یعنی بڑے وقار سے سلام کہہ کر ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ’’اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور صلح کاری کے محل شناس کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں۔ اور معاف فرماویں.......... صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بے ہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10صفحہ349)

تو جیسا کہ میں پہلے بھی خطبوں میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، آپؑ نے یہاں بھی فرمایا کہ لغویات سے پرہیز کرو گے تو صلح کی بنیاد پڑے گی۔ کیونکہ یہ لغویات جو ہیں، یہ گناہ کی باتیں جو ہیں یہی باتیں ہیں جو صلح سے دُور کرتی ہیں اور لڑائیوں کے قریب لاتی ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ: ’’تیسری قسم ترک شر کی اخلاق میں سے وہ قسم ہے کہ جس کو عربی میں ھُدنہ اور ھَوْن کہتے ہیں یعنی دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر انسان ہونا اور صلح کاری کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ پس بلاشبہ صلح کاری اعلیٰ درجہ کا خلق ہے اور انسانیت کے لئے ازبس ضروری۔ اور اس خلق کے مناسب حال طبعی قوت جو بچہ میں ہوتی ہے جس کی تعدیل سے یہ خُلق بنتا ہے الفت ہے یعنی خوگرفتگی ہے‘‘۔ یعنی کہ بچے میں یہ صفت ہوتی ہے۔ آپ بچوں کو دیکھ لیں، آپس میں جب لڑتے بھی ہیں تو فوراً صلح میں بھی آجاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں کینے بھی نہیں رہتے۔ تو جب آپ اس کو سنوارتے ہیں مزید بہتر ہوتی ہے، صیقل ہوتی ہے۔ اس عادت کو مزید ٹھیک کرتے ہیں یا اس عادت کو پختہ کرتے ہیں اور

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS & COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

جب عادی ہو جاتے ہیں تو یہ خُلق بن جاتا ہے۔ فرمایا: ’’یہ تو ظاہر ہے کہ انسان صرف طبعی حالت میں یعنی اس حالت میں کہ جب انسان عقل سے بے بہرہ ہو صلح کے مضمون کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ جنگ جوئی کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے۔ پس اس وقت ایک عادت موافقت کی اس میں پائی جاتی ہے وہی صلح کاری کی عادت کی جڑ ہے۔ لیکن چونکہ وہ عقل اور تدبر اور خاص ارادہ سے تیار نہیں کی جاتی اس لئے خُلق میں داخل نہیں۔ بلکہ خُلق میں تب داخل ہو گی کہ جب انسان بالارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلح کاری کے خُلق کو اپنے محل پر استعمال کرے۔ اور بے محل استعمال کرنے سے مجتنب رہے۔ اس میں اللہ جلشانہ یہ تعلیم فرماتا ہے ﴿وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ (الانفال:2) ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النسآء:129)، ﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (الانفال:62)۔ ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان:64)، ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (الفرقان:73)۔ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ (حٰمٓ السجدة:35) یعنی آپس میں صلح کاری اختیار کرو۔ صلح میں خیر ہے۔ جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور اگر کوئی لغوبات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں‘‘ یعنی بچ کر نکل جاتے ہیں۔ ’’ اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا نہیں شروع کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور صلح کاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔ اور لغو کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے سو واضح ہو کہ عربی زبان میں لغو اس حرکت کو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص شرارت سے ایسی بکواس کرے یہ نیت ایذا ایسا فعل اس سے صادر ہو‘‘ یعنی اس نیت سے کہ کسی کو تکلیف پہنچانی ہے، ایسا کام کرے۔ ’’ کہ دراصل اس سے کچھ ایسا حرج اور نقصان نہیں پہنچتا‘‘۔ کہ ایسا فعل بے شک اس سے ہو جائے لیکن اس سے کچھ نقصان نہ پہنچتا ہو۔ یا صرف باتیں کر رہا ہو تو اس کو بخش دینا چاہئے۔ فرمایا: ’’ سو صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں‘‘۔ اگر اس طرح کی باتیں ہیں کہ کسی کو نقصان نہیں پہنچ رہا تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہئے۔ اس کو معاف کر دینا چاہئے۔ ’’ اور بزرگانہ سیرت عمل میں لاویں‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 صفحہ348-349)

پھر آپ نے فرمایا: ’’ اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے اور دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں کوئی ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے‘‘۔

(ملفوظات جلد4 صفحہ99۔ جدید ایڈیشن)

پس ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ اس معیار پر پورا اتر رہا ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے امید رکھ رہے ہیں۔ نہ یہ کہ ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہیں، ایک دوسرے سے یہ توقع رکھیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی طرف نظر ہی نہ ہو۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے اُن کا دین پھیلے گا۔ اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہو گا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی زیادہ دوڑا کر دکھلا دیا ہے۔ ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتداء سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دُور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہو گا‘‘۔ (روحانی خزائن جلد17 صفحہ15-16)

پس ہمیں چاہئے کہ ہم سب ان نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ جھگڑے، لڑائیاں اور فساد انفرادی ہوں، گروہی ہوں، یا ملکی ہوں، ان کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ خدا کے سوا اس دنیا کی مادی چیزوں کو خدا بنایا ہوا ہے۔ پس آج ہر احمدی کو یہ بھی کوشش کرنی چاہئے، یہ بھی عہد کرنا چاہئے کہ دنیا میں صلح کاری کی بنیاد ڈالنے کے لئے آپس میں صلح کو رواج دینے کے لئے ان دنیاوی خداؤں کو بھی توڑنا ہو گا اور اسی میں ہماری بقا ہے، اسی میں ہماری زندگی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں دعا سکھائی ہے۔ اس کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ ہدایت کے بعد ہمارے دل کہیں ٹیڑھے نہ ہو جائیں، یہ دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس اللہ سے فضل مانگتے رہیں، اس سے رحم مانگتے رہیں، اس کے حکموں کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور پھر جیسا کہ فرمایا اللہ کے فیصلوں کا انتظار کریں۔ دیکھیں کس طرح خدا تعالیٰ آتا ہے۔ اب آخری اقتباس پڑھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’ پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہو گا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے۔ تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلدی راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے۔........تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی‘‘۔ یہ ستر برس کے گناہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ ’’ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں‘‘۔ (لیکچر لاہور صفحہ39)۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

Flights

بقیہ: وصیت کا بابرکت نظام
از صفحہ نمبر ۴

کے لائق یہ امر ہے کہ اگر وہ چندہ عام کی قربانی میں باقاعدگی رکھتا ہے تو کس قدر معمولی اضافہ کے ساتھ وہ موصی بن کر اللہ تعالیٰ کے زیادہ فضلوں کو حاصل کر سکتا ہے اور مال کے فتنہ سے زیادہ تحفظ اسے نصیب ہو سکتا ہے۔ پھر اس میں تاخیر کیسی؟ پس آج کے زمانے میں وصیّت کے دونوں رکن غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں اور ان کی اہمیت کے پیش نظر ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے وصیّت پر زور دیا ہے۔ تاکہ فتنہ دجالیت اور فتنہ مال سے مکمل طور پر تحفظ میسر آسکے۔

وصیّت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جو موصی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھتا ہے اور اسی کے عطا کردہ میں سے 1/10 حصہ اس کی رضا جوئی کے لیے پیش کر دیتا ہے تو اس کا یہ نذرانہ بارگاہ الٰہی میں اس کے بقیہ 9/10 کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ الٰہی حفاظت کے بغیر فرد تو فرد، حکومتوں اور ملکوں کی کایا پلٹتی رہتی ہے۔ معاشرہ میں انشورنس کا تصور بھی اسی سوچ سے ابھرا کہ نقصانات سے انسان کو تحفظ ملے۔ لیکن اگر یہ انشورنس انسان اپنے خدا کے ساتھ طے کرنا چاہئے تو وصیّت کے نظام میں اس انشورنس کی سہولت میسر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اور کون سی انشورنس تحفظ کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ جماعت احمدیہ اسی خدائی انشورنس کے طفیل ہر قسم کے خطرات اور مشکلات میں سے محفوظ اور کامیاب طور پر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر احمدی کو یہ دعا اپنا معمول ٹھہرانا چاہئے کہ الٰہی تحفظ اور الٰہی پناہ ہر آن ہر احمدی کو نصیب رہے۔ آمین

وصیّت کے نظام سے وابستگی کے نتیجہ میں جو تحفظ انسان کو نصیب ہوتا ہے اس کا دائرہ اپنی وسعت کے لحاظ سے غیر محدود ہے۔ اس دنیا میں بھی انسان جہاں کہیں ہوں خدا تعالیٰ اس کے مفادات کی حفاظت فرماتا ہے۔ لیکن بعد وفات بھی خدا تعالیٰ کی حفاظت یعنی بخشش کا نصیب ہو جانا حتمی اور یقینی ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کی طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام درج ذیل عبارت میں توجہ دلاتے ہیں:۔

’’اس قبرستان کے لیے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں‘‘۔

(’الوصیّت‘، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 318)

پس دنیا دارانہ انشورنس کمپنیوں کی کیا اہمیت اور قدر رہ جاتی ہے جن کا دائرہ محدود، اختیارات اور وسائل محدود ہوتے ہیں۔ وہ بے شک ایک کاروبار تو ہے لیکن الٰہی ضمانت اور حفاظت کا رنگ ہی اور ہے اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

حقیقی مومن وہی ہے جو نظام وصیّت میں شمولیت اختیار کرے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے۔ اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہو گا۔ اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لُوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعتِ دین کے لیے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے‘‘۔

(الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328-329)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

’’میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا! اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ‘‘۔ (الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 تا 318)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے الٰہی منشاء کے تحت 1905ء میں نظام وصیّت کا اجراء فرمایا۔ اور مخلص بیعت کنندگان سے اس نظام کے تحت کم از کم دس فیصد کا مطالبہ کیا۔ اور اگرچہ بیعت کنندگان اپنا سب کچھ فروخت کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں سے صرف دس فیصد کو پیش کرنے اور 9/10 کو بیعت کنندگان کے تصرّف میں دے کر آپؑ نے قربانی کے عمل کو آسانی کا رنگ دیا ہے اور یہ ظرف مامور الٰہی کا ہی ہو سکتا ہے کہ ان کے فدائی سب کچھ نذر کرنے کے پابند ہوں اور خدا کا نمائندہ 1/10 کو بھی قربانی تسلیم کر کے 9/10 واپس کر دے کہ اپنی دیگر ضرورتوں اور جذبوں کی تکمیل و تسکین کے لئے حسب تمنّا استعمال میں لائیں۔ 1/10 حصّہ کو بھی مامور ربّانی نے ہر ایک پر لازمی نہیں کیا بلکہ اختیار کا دروازہ کھلا رکھا کہ بیعت کنندہ کی مرضی ہو تو پیش کرے۔ اور 1/10 کو لازمی نہ ٹھہرا کر بیعت کنندہ کی اجر اور ثواب کی راہوں کو کھلا رکھا ہے کہ اگر حکماً لیا جائے تو بیعت کنندہ مجبور متصوّر ہو گا۔ اور اگر بیعت کنندہ کی پسند اور تمنا پر قربانی پیش کی جا رہی ہو تو اس کے خلوص کا ثبوت اور اجر کا موجب ٹھہرے گی۔ اور قربانی کی اصل روح تو یہی ہوتی ہے کہ انسان کسی دباؤ یا جبر کے بغیر قلبی اطمینان اور انشراح کے ساتھ پیش کرے اور وصیّت کے نظام میں اسی فلسفہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا اجراء کیا گیا ہے۔

وصیّت کے نظام کو محض مال کی قربانی کے طور پر جاری نہیں فرمایا کیونکہ مال کا حصول ہی اگر پیش نظر ہوتا تو دو چار کروڑ پتی یا ارب پتی افراد کو اللہ تعالیٰ احمدیت میں لا کر بھی مالی تقاضوں کی بآسانی تکمیل کرا سکتا تھا۔ لیکن 1/10 بطور مالی قربانی پیش کرنا درحقیقت ایک ثانوی امر ہے۔ اور اصل روح وصیّت ایک بیعت کنندہ کی مالی قربانی نہیں بلکہ وہ نیک اور پاک عملی کردار ہے جو احمدیت کی اصل غرض ہے اور بیعت کی بنیادی روح ہے اس کے بغیر نہ تو وصیّت کی روح پوری ہوتی ہے اور نہ ہی شرائط وصیّت پوری ہوتی ہیں۔ نیک اور پاک کردار وصیّت کی بنیادی شرط اور سچّی بیعت کی اصل روح ہے۔ یہ روح ہو گی تو 1/10 چھوڑ 10/10 بھی پیش کرنا مشکل نہیں ہو گا۔ اور اگر بیعت کی روح کے منافی کردار یا رویّہ ہے تو 1/10 بھی مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے اور ایسی وصایا معیار سے گر سکتی ہیں اور لائق قبولیت نہیں ٹھہرتیں۔ یا انسان کے لئے ان کو نبھانا ممکن نہیں رہتا۔

پس نظام وصیّت کے ذریعہ ایسی مخلصین کی جماعت تیار کرنی مقصود ہے جس کے افراد نے اپنے عہد بیعت میں اپنے مال کے علاوہ اپنی جان، آبرو، اپنی تمام تمنّائیں اور آرزوئیں بھی اپنے امام کی نذر کر رکھی ہوں۔ کیونکہ مال تو ایسی چیزوں پر قربان کر دیا جاتا ہے اور ان کی تکمیل مقدم سمجھی جاتی ہے۔ پس اولاً ترجیح سچے بیعت کنندہ کی جان، عزت اور خواہشات کو حاصل ہے اور ان کی قربانی کے بعد ہی مال کے 1/10 کی باری آتی ہے۔ اس لیے نظام وصیّت میں سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جو بنیادی شرائط وصیّت لازمی قرار دی ہیں ان میں اس شرط کو سب پر فوقیت حاصل ہے کہ وصیّت کنندہ ہر پہلو سے مخلص، نیک کردار اور اللہ و رسول کا کامل مطیع و فرمانبردار ہو۔

نظام وصیّت میں جس قربانی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اس کے دو دائرے ہیں۔ ایک دائرے میں وصیّت کنندہ زندگی بھر قربانی کرتا ہے اور اس کا ثمر اس دنیوی زندگی میں بھی حاصل کرتا ہے۔ زندگی کے دوسرے دائرے کا تعلّق اخروی زندگی سے ہے۔ بظاہر اس دنیوی زندگی سے موصی کا تعلّق وقت آنے پر منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی قربانی کا عمل اس کی وفات کے بعد بھی ایک لحاظ سے جاری رہتا ہے۔ کیونکہ وصیّت کے لازمی تقاضے کے طور پر موصی نے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنی قربانی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہوتا ہے اور وہ اس کی وصیّت کے مطابق اس کے ترکہ پر بھی 1/10 حصّہ کی قربانی کا دروازہ ہے یہ وصیّت کے نظام کی ایک غیر معمولی برکت ہے کہ بندہ تو دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لیکن قربانی اور صدقہ جاریہ کا ایک در کھلا ہے اور ترکہ کا 1/10 جب تک حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری میں کام آتا رہے گا۔ موصی کی قربانی کے ثمرات بعد وفات بھی اس کو ملتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے جاری شدہ وصیّت کی بابرکت تحریک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کے احمدیوں نے والہانہ انداز میں لبیک کہا اور

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب تک خدا کے فضل سے نظام وصیّت میں دنیا بھر کے 39000 کے قریب مخلصین سلسلہ میں شامل ہوچکے ہیں جس میں مختلف ممالک اور متنوّع اقوام کے احمدی شامل ہیں۔

1947ء میں تقسیم پاک و ہند کی وجہ سے جماعت احمدیہ نے پاکستان ہجرت کی اور ستمبر 1948ء میں زمین کی خریداری کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ کا قیام عمل میں آیا۔ بیرون ممالک میں موصیان کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر 1993ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بیرونی ممالک میں مقبرہ موصیان بنانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ بعض ممالک میں مقبرہ موصیان قائم ہو چکے ہیں۔ ایسا ہی ایک قبرستان غانا میں Kasoa کے قریب بنایا گیا ہے جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ دورہ غانا میں 16/ مارچ 2004ء کو معائنہ فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''جو لوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دور نہ ہوں، ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے..... صلحاء کے پہلو میں دفن ہونا بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں جو جگہ ہے انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لے کر وہ جگہ ان کو دے دی تو فرمایا:

مَا بَقِیَ لِیْ هَمٌّ بَعْدَ ذَالِکَ

یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں جب کہ میں آنحضرت ﷺ کے روضہ میں مدفون ہوں ۔مجاورت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ586-587)

قارئین کرام! مختلف ممالک میں بہشتی مقبروں کے قیام سے یہ ممکن ہوا کہ خدا تعالیٰ کے وہ عاجز بندے جنہوں نے وفاداری کا عمدہ نمونہ قائم کیا وہ بعد از وفات:۔

الف۔ ایسی جگہ دفن ہوں جو الٰہی بشارتوں کی مورد و مصداق ہو۔

ب۔ ایسے مخلصین ایک ہی جگہ دفن ہوں جس طرح دنیا میں ایک خاص طبقہ کے وہ فرد تھے بعد وفات بھی اسی طبقہ میں مجتمع ہوں۔

ج۔ تا کہ ان کی قربانیوں اور عمدہ نمونہ سے بعد والی نسلیں یکجائی طور پر انہیں پائیں اور ان کے نمونہ کو اپنانے کا عزم پیدا ہوا اور ان کا ایمان تازہ ہو۔

د۔ تا کہ دنیا بھر سے آنے والے مخلصین جب انہیں ایک ہی جگہ پائیں تو بے اختیار ان سب کے لئے دعائیں کریں۔

ڈ۔ جب دنیا کے گوشہ گوشہ سے آنے والے مخلصین اپنے پیشرو فدائیان سلسلہ کے لیے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں گے تو بلاشبہ رحیم و کریم خدا دعا کے لئے اتنے اٹھنے والے ہاتھوں کی لاج رکھے گا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام فرماتے ہیں:۔

''واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لیے قوم پر ظاہر ہوں''۔

(الوصیّت روحانی خزائن جلد 20صفحہ321)

پس یہ نظام دنیا بھر میں منفرد نظام ہے جس کے تحت زندگی بھر وفا اور جان نثاری کی ڈگر پر رواں رہنے والے خوش نصیب بعد وفات بھی اکٹھے اور یکجا ہوں گے۔ اور دنیا بھر سے آنے والوں کی محبت بھری دعاؤں کی ٹھنڈی ہوائیں انہیں پہنچتی رہیں گی۔ اور وہ بعد وفات بھی ایک عمدہ نمونہ اور مخلصانہ اسوہ کا ذریعہ بنے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نظام وصیّت کی برکات سے مستفیض فرمائے اور ان دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے دردِ دل سے کی ہیں۔ اور وہ بھائی جو ابھی تک اس نظام میں شامل ہونے سے محروم ہیں انکو انشراح صدر عطا فرمائے اور وہ بھی وصیّت کر کے ان دعاؤں کے حقدار بنیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

❁❁❁❁❁

کیا عیسائی بھی ایک 'خونی مسیح' کی آمد کی آرزو کرنے لگے ہیں؟

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

حال ہی میں امریکہ میں ایک ناول بنام Glorious Appearing شائع ہوا ہے جو امریکی نوجوانوں میں بے حد مقبول ہوا ہے اور سب سے زیادہ بکنے والا ناول سمجھا جا رہا ہے۔ اس کی اشاعت دوسرے ملکوں میں بھی بکثرت ہوئی ہے چنانچہ دنیا بھر میں اب تک یہ چھ کروڑ (60 ملین) کی تعداد میں فروخت ہو چکا ہے۔

اس ناول میں مسیح کی آمد ثانی کا تصوّر جلالی شان میں بلکہ ایک خونی مسیح کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ناول نگار لکھتا ہے کہ مسیح آسمان سے زمین پر واپس آتے ہیں۔ دنیا بھر کے غیر عیسائیوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور ان سب کو اچھال کر ہمیشہ رہنے والے جہنّم میں پھینک دیتے ہیں۔ ''یسوع بس اپنا ایک ہاتھ ہی چند انچ تک اٹھاتے ہیں اور اچانک زمین میں ایک بہت بڑا شگاف منہ کھولے ظاہر ہو جاتا ہے جو اس قدر دور دراز تک پھیلا ہوا ہے کہ سب (غیر عیسائیوں) کو ہڑپ کرنے کے لئے کافی ہے۔ وہ سب اُس میں چیختے چلّاتے روتے اوندھے منہ گر پڑتے ہیں۔ لیکن جلد ہی ان کی دردناک آوازیں دم توڑ دیتی ہیں اور پھر زمین دوبارہ ہموار ہو جاتی ہے اور مکمل خاموشی چھا جاتی ہے۔''

پھر ناول نگار کہتا ہے کہ یسوع جب بولتے ہیں تو دشمنوں کے جسم شَق ہو جاتے ہیں۔

اخبار ٹائمز امریکہ کے David Kirk Patrick اپنے ایک مضمون میں ناول کے موضوع پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مسیح کی آمد ثانی کے خونی تصوّر کو پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ امریکیوں کا مسیح کے بارہ میں تصوّر بدل رہا ہے یعنی ایک نرم خو مسیح کی بجائے ایک جنگجو مسیح جو خون کے ایک سمندر پر صدارت کریں گے۔ دوسرے الفاظ میں جنگجو اسلام کے بالمقابل جنگجو عیسائیت کھڑی ہو رہی ہے...... میں جو اکثر مذہب کے بارہ میں لکھتا رہتا ہوں تو اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ مذہب معاشرہ پر گہرا اثر انداز ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم حقیقی دنیا میں عدم رواداری کو صرف اس لئے چلتے رہنے دیں کہ اس کی جڑیں مذہبی عقائد میں پیوستہ ہیں۔ لوگوں کو یہ تو حق ہے کہ وہ ایسے خدا پر ایمان لائیں جو ایک خاص نسل کو ترجیح دیتا ہے یا ایک ایسے خدا کو مانیں جو کروڑوں غیر عیسائیوں کو جہنم میں پھینک دے اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ جو کتابیں ایسا کہتی ہیں ان پر پابندی لگائی جائے لیکن یہ امر ضرور باعث پریشانی ہے کہ ہماری سب سے زیادہ لکھنے والی کتابیں بڑی مسرّت کے ساتھ مذہبی عدم رواداری اور کافروں کے خلاف تشدد کو ہوا دیں۔ یہ امریکہ کا مؤقف نہیں۔ اور مجھے شک ہے کہ خدا بھی یوں چاہتا ہے۔'' (نیو یارک ٹائمز بحوالہ سڈنی مارننگ ہیرلڈ 21/07/04)

گویا تشدد پسند افراد صرف غیر از جماعت مسلمانوں ہی میں نہیں بلکہ غیر مسلموں اور عیسائیوں میں بھی ہیں اور بدقسمتی سے یہ طبقہ روز بروز بڑھ رہا ہے اور امن عالم کے لئے اس دور کا سب سے بڑا خطرہ ہے۔ غیر از جماعت مسلمانوں میں بھی خونی مہدی کی آمد کا عقیدہ رکھنے والے بہت ہیں جن کی تلوار سے مشرق و مغرب کے کفار ہلاک ہو جائیں گے اور ایسے مسیح کی آمدِ ثانی کے بھی منتظر ہیں جن کو دیکھتے ہی کافر یوں پگھل جائیں گے جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔

ذرا تصوّر کریں کہ اگر ایک ہی وقت میں دو مسیح نازل ہو جائیں۔ ایک غیر از جماعت مسلمان کے تصوّر کے مطابق اور دوسرا عیسائیوں کے تصوّر کے مطابق تو پھر دنیا کا کیا حال ہوگا۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ان دونوں مسیحوں کا خوب ''ڈانگ سوٹا'' ہو گا اور دونوں کے قتل و غارت سے زمین خون سے بھر جائے گی۔ بلکہ ان پر ایمان لانے کے لئے شاید ہی کوئی زندہ بچے گا۔ لیکن کیا وہ دونوں ایک ہی خدا کی طرف سے بھیجے جائیں گے!؟ ہمارا خدا تو ایسی مضحکہ خیز باتوں سے پاک ہے۔ ظاہر ہے یہ دونوں عقائد ظاہری صورت میں ہرگز درست نہیں۔ خدا مذہب کے معاملہ میں جبر کو جائز کر کے اور انسان سے نیکی بدی کرنے کا اختیار چھین کر اپنی جزا سزا کا ابدی سلسلہ کیونکر درہم برہم کرے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خونی مسیح و خونی مہدی کے نزول کی بابت غیر از جماعت مسلمانوں اور عیسائیوں کے اعتقادات کے بطلان پر متعدد کتب میں ٹھوس دلائل دئے ہیں۔ خصوصیت سے اس عقیدہ کے فاسد ہونے پر ایک جامع تبصرہ اپنی تصنیف ''مسیح ہندوستان میں'' فرمایا ہے جس کا مطالعہ قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔ (مدیر)

❁❁ ❁❁

Jalebe

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط و کتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر ۱۲

جہاں اس زمانے میں خوشخبری تھی وہاں اس نعمت کا انکار کرنے والوں کے لئے انذار بھی تھا کہ اگر تم نے اس رسی کو مضبوطی سے نہ پکڑا تو آگ کے گڑھے میں گر سکتے ہو۔ایک ہزار سال مسلمانوں پر تاریک دور تھا۔ اس کے بعد مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ نے تمہیں بچانے کے لئے جو رسی دی ہے اس کو پکڑ لو۔ بجائے مخالفت کرنے کے اس کو مان لو۔اس میں احمدیوں کے لئے بھی سبق ہے جس طرح دوسرے مسلمان نہ مان کر مصائب کا شکار ہیں اس طرح اگر تم بھی احکام پر عمل نہ کرو گے۔تقویٰ سے دور ہو جاؤ گے تو صرف نام کے احمدی ہو گے۔اللہ کا تمہارے ساتھ امتیازی سلوک نہ رہے گا۔ پھر تم بھی انہیں برائیوں میں پڑو گے جس میں دوسرے ہیں۔اس لئے فرمانبرداری کرو۔

حضور نے فرمایا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔اللہ کے احکام کیا ہیں جن پر عمل کرنے سے ہم اس کی شکر گذاری کر سکتے ہیں۔ان میں حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی ہیں۔

حقوق اللہ میں اللہ کی اس طرح عبادت جس طرح اللہ نے کہا ہے۔اس کی نعمتوں کا شکر۔انسان کی غرض اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے تو اللہ کا مزید احسان ہے اس کا شکر کرنا چاہئے کہ اس بنیادی حکم پر عمل کرنے سے اللہ اجر سے نوازتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کو اتنا لمبا کھڑا ہوتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جب اللہ نے آپ ﷺ کو جنّت کی خوشخبری دے دی ہے تو پھر اتنی عبادت کیوں؟ ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں عبدِ شکور نہ بنوں۔یہ آنحضرت ﷺ کا اُسوہ ہے۔ہمیں کس قدر عبادت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔شکرِ نعمت کی اول اور بنیادی اینٹ یہی ہے کہ اپنی عبادت کو نمازوں سے سجائیں۔

کنزالعمال میں ﴿وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ......﴾ کے تحت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے ابن آدم جب تو مجھے یاد کرتا ہے تو تُو میرا شکر کرتا ہے اور جب تو مجھے بھلا دیتا ہے تو ناشکری کرتا ہے۔

عبادت اس طرح کی جائے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے سکھایا۔سنوار سنوار کر نماز ادا کرو۔حضور انور نے فرمایا۔جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے۔اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ عبادتوں کو سجائیں۔اللہ کی عبادت کی طرف سب کو توجہ کرنی چاہئے۔شکر گزاری کے جذبات ایک مومن کے دل میں ہر وقت رہنے چاہئیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں احمدیت کی نعمت سے نوازا۔

اللہ کا شکر کرنے والے اس کی مخلوق کے شکر گزار ہوتے ہیں اور جو مخلوق کا شکر نہیں کرتے وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتے۔نعماء الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے۔ان ملکوں میں جو رہ رہے ہیں تمہیں ان لوگوں کا شکر گزار ہونا چاہئے۔اگر کسی سے فیض پہنچے تو اس کا شکر گزار ہونا ضروری ہے۔اگر اس سے ذرا سی شکایت پہنچے تو بے صبری نہیں کرنی چاہئے۔اگر ذرا ذرا سی بات پر ناشکری پیدا ہو تو پھر تفرقہ پیدا ہوگا اور پھر اللہ کی رسی بھی ہاتھ سے چھوٹ جائے گی۔

یہ دعا کرنی چاہئے۔﴿رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ﴾ پس اپنی اور اپنی نسلوں کے لئے دعا کے ساتھ ساتھ ہمیشہ شکر گذاری کی کوشش کریں اور تقویٰ پر قائم رہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔مسلمان کا پوچھنے پر الحمدللہ کہہ دینا ہی شکر سپاس نہیں ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اقتباسات پیش فرمائے۔حقوق العباد کے متعلق حضور انور نے خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضرت علیؓ کی روایت پیش فرمائی کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں فراخی ہو اور بُری موت سے بچایا جائے تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور صلہ رحمی کرے۔

اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت رشتہ داریاں ہیں۔ماں باپ بھائی بہنوں کے حقوق، ماں باپ کی خدمت، بہن بھائیوں سے اچھا سلوک، بیوی اور اس کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم ہے۔خاوند بیویوں کے اور بیویاں خاوندوں کے حقوق ادا کریں اس طرح آئندہ نسلیں بھی پروان چڑھیں گی۔ بھائی بھائیوں کے حقوق ادا کریں۔ہمسایہ ہمسائیوں کے حقوق ادا کریں۔آپس میں ایک ہو کر رہیں۔تبھی اس رسی کو پکڑنے والے ہوں گے اور آگ سے بچنے والے ہوں گے۔

اس کے بعد حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات پیش فرمائے جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے قرابتی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے کے بارہ میں تاکید فرمائی۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ ہر کوئی اپنا جائزہ لے کہ کیا اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔کیا اس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے اللہ کی رسی کو پکڑا ہے۔اگر اپنے اندر اس نے پاک تبدیلیاں پیدا نہیں کیں تو پھر یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے ہدایت کا رستہ چُنا ہے۔اگر عمل نہیں کر رہے تو کاٹے جائیں گے۔ ہر ایک کوشش کے ساتھ عبادات کرتے ہوئے، نیک اعمال بجالاتے ہوئے جماعت کے ساتھ جڑا رہے۔اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے سوئٹزر لینڈ کے جلسہ کی حاضری 1400 تک پہنچی ہے اور 13 ممالک کے لوگ اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔

اختتامی خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور جماعت احمدیہ سوئٹزر لینڈ کے جلسہ سالانہ کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔اس کے بعد کچھ دیر کے لئے حضور لجنہ ہال میں تشریف لے گئے اور انہیں شرف زیارت بخشا۔

سوئٹزر لینڈ کے علاوہ درج ذیل ممالک سے احباب جماعت اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔جرمنی، یوکے، امریکہ، کینیڈا، ہالینڈ، آسٹریا، فرانس، بلجیم، اٹلی، ناروے، پاکستان اور سپین۔

پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی کارروائی کے اختتام کے بعد تینوں ذیلی تنظیموں سے میٹنگز تھیں۔

حضور انور نے لجنہ کی سیکرٹریان کے کام کا جائزہ لیا اور تفصیلی ہدایات سے نوازا اور مختلف شعبوں میں انکی رہنمائی فرمائی۔

اس کے بعد چھ بجکر چالیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی جو سات بجکر بیس منٹ تک جاری رہی۔حضور انور نے باری باری تمام سیکرٹریان سے تعارف حاصل کیا اور ہر ایک سے اس کے شعبہ کے کام اور پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔اور قائد عمومی کو ہدایت فرمائی کہ ہر ماہ مجلس انصار اللہ کے کام کی رپورٹ باقاعدگی سے حضور انور کی خدمت میں بھجوائیں۔حضور انور نے تمام قائدین کو ہدایت فرمائی کہ انصار اللہ کے کانسٹی ٹیوشن کا مطالعہ کریں اور ہر قائد اپنے شعبہ کے بارہ میں لائحہ عمل اور ہدایات پڑھے اور پھر اس کے مطابق اپنے اپنے شعبہ کو آرگنائز کریں اور پروگرام بنائیں اور کام کریں۔قائد تعلیم کو حضورا نور نے ہدایت فرمائی کہ انصار کے مطالعہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جو چھوٹی کتب ہیں وہ مقرر کریں اور باقاعدہ امتحان لیں۔حضور انور نے فرمایا سال میں کم از کم دو امتحان تو ہو سکتے ہیں۔

انصار کی آمد اور چندوں کا بھی حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ چندہ بڑھانے میں بہت گنجائش ہے۔چندے مزید بڑھائے جاسکتے ہیں۔فرمایا موصیان کی تعداد بڑھائیں۔

قائد ایثار کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ یہاں جو Old People Home ہیں جہاں بوڑھے لوگوں کو رکھا جاتا ہے وہاں ہمارے انصار جائیں۔ان لوگوں سے ملیں، باتیں کریں ان کا حال دریافت کریں، پھول پھل وغیرہ لیکر جائیں۔اس طرح ان سے ملنے اور باتیں کرنے سے آپ کو مقامی زبان بھی آئے گی اور آپ کچھ نہ کچھ زبان سیکھ لیں گے۔

حضور انور نے مختلف قائدین کو ان کے شعبوں کے کام کے بارہ میں ہدایات دیں۔آخر پر مجلس عاملہ انصار اللہ نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوائی۔

مجلس انصار اللہ کی میٹنگ کے اختتام کے بعد نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے تمام مہتممین سے تعارف حاصل کرنے کے ساتھ ان کے کام اور پروگراموں اور آئندہ کی منصوبہ بندی کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہر ایک کو اس کے شعبہ کے کام کے تعلق میں ہدایات دیں۔

معتمد خدام الاحمدیہ کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنی تمام مجالس سے ہر ماہ رپورٹ منگوایا کریں پھر ان رپورٹوں کو یکجا کر کے ماہانہ رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوایا کریں اور یہ ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے آنی چاہئے۔ پھر اس رپورٹ پر حضور انور کی طرف سے جو جواب اور ہدایات موصول ہوں وہ اپنی مجالس کو بتائیں۔

تبلیغ اور نومبائعین کی تربیت کے بارہ میں حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ خدام الاحمدیہ کے تحت جو بیعتیں ہوئی ہیں ان کو سنبھالیں اور مستقل رابطہ رکھیں۔ حضور انور نے فرمایا جن جن جماعتوں میں یہ نومبائعین ہیں وہاں کے صدران اور سیکرٹری تربیت برائے نومبائعین کو بھی ان کے ناموں اور پتوں سے مطلع کریں تا کہ وہ بھی ان سے رابطہ رکھ سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو خدام اور بچے بگڑے ہوتے ہیں ان کے ہم عمر خدام کی ٹیمیں بنائیں جوان سے رابطہ رکھیں اور انہیں اپنے قریب لائیں اور ان کا جماعت کے ساتھ تعلق قائم کروائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تجنید تیار کرتے ہوئے یہ ریکارڈ بھی ہونا چاہئے کہ کتنے خدام 15 سے 25 سال کی عمر تک کے ہیں۔اور کتنے اس سے بڑی عمر کے ہیں۔ کتنے خدام سکول رکالج ریونیورسٹی جانے والے ہیں اور کتنے ہیں جو ملازمت کر رہے ہیں اور کتنے فارغ ہیں۔کتنوں کا مسجد اور مشن سے رابطہ ہے۔

خدام کے چندوں اور مالی قربانی اور یہاں کے معیار زندگی کے مطابق انکی آمد کا بھی حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ چندہ بڑھانے کی گنجائش موجود ہے۔اس طرف توجہ دیں۔ حضوانور نے شعبہ صحت جسمانی کا جائزہ لیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ مختلف سنٹرز میں Indoor Games کو رواج دیں۔جو خدام شام کو فارغ ہوتے ہیں وہ ان کھیلوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

شعبہ اشاعت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس یہ جائزہ تیار ہونا چاہئے کہ کتنے خدام کو اردو پڑھنی آتی ہے اس کا جائزہ لیں اور خدام الاحمدیہ کا رسالہ ''خالد'' ان کو لگوا دیں۔

شعبہ خدمت خلق کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو نئے لڑکے آ رہے ہیں ان کو یہاں کی زبان آنی چاہئے۔جو فارغ ہیں ان کو ہسپتالوں اور Old People Homes میں بھجوائیں۔وہ وہاں مریضوں اور بوڑھے لوگوں سے ملیں، جاتے ہوئے پھول، پھل وغیرہ ساتھ لے کر جائیں۔ان کا حال دریافت کریں۔ان سے گفتگو کریں، باتیں کریں۔ اس طرح خدمت خلق کے کام کے ساتھ ساتھ ان کو زبان بھی آجائے گی اور وہ کچھ نہ کچھ سیکھ لیں گے۔

آخر پر حضور انور نے خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ آپ یہاں جماعت کے بڑے سنٹر کے لئے جگہ تلاش کریں۔ایسی کھلی جگہ ہو جہاں Camping کی اجازت مل جائے۔پانی، بجلی اور سیوریج وغیرہ کی سہولت بھی موجود ہو۔فرمایا اب اپنا بڑا سنٹر بنائیں۔شام آٹھ بجے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ یہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398

میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔

آخر پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوائی۔اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو پونے نو بجے تک جاری رہیں۔ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ ،اٹلی ، پاکستان اور بعض دوسرے ممالک سے آنے والی فیملیز کے 39 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کے بعد پونے نو بجے حضور انور نے جلسہ گاہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

مورخہ 6/ستمبر 2004ء بروز سوموار:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد زیورخ میں نماز فجر پڑھائی۔صبح ساڑھے نو بجے مسجد محمود زیورخ میں نیشنل مجلس عاملہ سوئٹزرلینڈ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی اس کے بعد حضور انور نے تمام سیکرٹریان سے ان کے شعبوں کی کارگزاری اور آئندہ کے پروگراموں کے بارہ میں جائزہ لیا اور فرداً فرداً ہر سیکرٹری کو ہدایات سے نوازا اور اُن کی رہنمائی فرمائی۔حضور انور نے جماعت کے مالی بجٹ اور فی کس مالی قربانی کے معیار اور ملک کے لحاظ سے فی کس آمدنی کے معیار کا بھی جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ آپ کے چندوں میں مزید اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔اس کے لئے کوشش کریں ۔اور مزید آگے بڑھیں۔سیکرٹری صاحب امور خارجہ کو بھی حضور انور نے مختلف امور اور مختلف لوگوں سے رابطوں کے تعلق میں ہدایات دیں اور بتایا کہ آپ ان لائنوں پر اپنے کام کو آگے بڑھائیں۔

حضور انور نے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کا بھی جائزہ لیا اور فرمایا ان چندوں میں بھی اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔سیکرٹریان کو اس طرف توجہ چاہئے ۔حضور انور نے سیکرٹری صاحب مال کو ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس یہ سارا جائزہ تیار ہونا چاہئے کہ کتنے ایسے افراد ہیں جو سوشل پر رہ رہے ہیں۔کتنے کمانے والے ہیں اور بزنس کرنے والے ہیں۔اور کتنے ایسے ہیں جو کوئی کام نہیں کرتے۔کتنے چندہ ادا کر رہے ہیں اور کتنے نادہند ہیں۔جو نادہند ہیں یا شرح سے کم دیتے ہیں کیا انہوں نے چھوٹ لی ہے۔طالبعلم کتنے ہیں ۔فرمایا اس طرح تمام ریکارڈ مکمل ہونا چاہئے۔فرمایا۔جو چندہ شرح کے مطابق نہیں دے سکتا وہ باقاعدہ اجازت لے ۔فرمایا اپنی آمدنی بتانے میں جھوٹ سے کام نہیں لینا۔سچ بولنا چاہئے۔کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے آمد نہیں بتانی ۔لیکن پھر چندہ ادا کرتے ہوئے غلط بیانی اور جھوٹ سے کام نہیں لینا۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

موصیان کی تعداد کا بھی حضور انور نے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ سب سے پہلے اپنی مجلس عاملہ کو وصیت کے نظام میں شامل کریں۔اس طرح دوسری جماعتوں کے عہدیدار بھی وصیت کے نظام میں شامل ہوں۔

شعبہ سمعی و بصری کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ نئے پروگرام تیار کر کے بھجوائیں۔فرمایا آپ لوگ تو بڑی اچھی ڈاکومنٹری بنا کر بھجوا سکتے ہیں۔سوئٹزرلینڈ بڑا وسیع ملک ہے۔باہر نکلیں اور مختلف مناظر اور جگہوں کی ڈاکومنٹری تیار کر کے بھجوائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ شعبہ صنعت و تجارت کا کام ہے کہ اس کے پاس Data ہو کہ کونسے ایسے فیلڈ ہیں اور کونسی ایسی تجارتیں ہیں جہاں ہمارے باہر سے نئے آنے والے احباب کم رقم کے ذریعہ اپنا کام شروع کر سکتے ہیں۔اس طرح یہ بھی جائزہ موجود ہونا چاہئے کہ کن کن شہروں میں کون کون سے کام ایسے ہیں جن کے بارہ میں نئے آنے والوں کی رہنمائی کی جا سکتی ہے۔

شعبہ تبلیغ اور تربیت کے تعلق میں بھی حضور انور نے تفصیل سے متعلقہ سیکرٹریان کو ہدایات دیں اور نومبائعین سے مسلسل رابطہ رکھنے اور ان کی تربیت کرنے کی تاکید فرمائی ۔حضور انور نے فرمایا کہ واقفین نو کا اس پہلو سے جائزہ لینا ضروری ہے کہ وہ باقاعدہ پانچوں وقت کے نمازی ہیں۔باقاعدہ تلاوت کرنے والے ہیں ،نماز ،قرآن کریم کی تلاوت تو بنیادی چیزیں ہیں ۔اس کی طرف پوری توجہ ہونی چاہئے ان کو قرآن کریم کا مکمل ترجمہ بھی آپ نے پڑھانا ہے اس کے لئے بھی عرصہ معین ہونا چاہئے کہ اتنے عرصہ میں ترجمہ مکمل کروانا ہے۔

پھر حضور انور نے جلسہ سالانہ کے انتظامات اور شعبہ ضیافت کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ MTA گھروں میں لگوائیں۔جن کے گھروں میں MTA نہیں ان کو تحریک کریں کہ MTA لگوائیں ۔شعبہ جائیداد کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ سٹاک رجسٹر پر اپنا تمام ریکارڈ مکمل کریں۔

حضور انور نے مجلس عاملہ کو نئے سنٹر کے لئے جگہ خریدنے کی ہدایت فرمائی ۔فرمایا بے شک شہر سے دس پندرہ کلومیٹر باہر نکل جائیں ۔لیکن کھلی جگہ لیں اور وہاں تمام سہولیات موجود ہونی چاہئیں ۔دس بجکر تیس منٹ تک یہ میٹنگ جاری رہی۔

اس بعد حضور انور پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق زیورخ سے باہر کے علاقوں کی سیر کے لئے روانہ ہوئے۔جماعت سوئٹزرلینڈ نے سیر کا یہ پروگرام ترتیب دیتے ہوئے خوبصورت اور دلکش مناظر والے علاقوں کو مدّنظر رکھا تھا۔پونے گیارہ بجے مسجد زیورخ سے روانگی ہوئی اور خوبصورت جھیلوں اور سرسبز و شاداب پہاڑیوں کے درمیان سفر کرتے ہوئے قریباً پونے بارہ بجے ''بار'' کے علاقہ میں ''لائم سٹون'' جگہ پر پہنچے جہاں پہاڑوں کے اندر دلچسپ غاریں ہیں۔ان کو کرسٹل غاریں بھی کہا جاتا ہے۔یہ غاریں پہاڑوں کے اندر مختلف منازل کی شکل میں ہیں۔غاروں کے اندر بجلی کے ذریعہ روشنی مہیّا کی گئی ہے۔ان غاروں میں صدیوں سے پانی گرنے کی وجہ سے پتھر کرسٹل کی طرح بن چکے ہیں۔بہت ہی خوبصورت مناظر ہیں۔ ان تمام غاروں کے اندر چھوٹی چھوٹی جھیلیں بھی ہیں۔ ان غاروں کی اونچائی اور چوڑائی اتنی ہے کہ انسان سیدھا چل کر گھوم پھر سکتا ہے۔تاہم بعض جگہ پر جھک کر گزرنا پڑتا ہے۔غاروں کے اندر پتھروں کے بہت خوبصورت ستون ایسے نظر آتے ہیں جیسے رسّے کو بل دیئے ہوئے ۔غاروں کی چھتوں سے پتھروں سے ڈھلے ہوئے کرسٹل کی طرح کی اشیاء اس طرح لٹک رہی ہیں جس طرح فانوس لٹکائے جاتے ہیں ۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ بڑی میناکاری اور محنت سے یہ چیزیں تیار کی گئی ہیں ۔پہاڑوں کی تہوں میں بھی ایک نئی دنیا ہے۔غاروں کے اندر مختلف ہال نما کھلی جگہیں بھی آتی ہیں جہاں نیچے پانی جمع رہتا ہے اور جھیل کی شکل بن گئی ہے۔ایک ایسی ہی جگہ پر ایک درخت جو کہیں پہاڑ کے اوپر تھا اُس کی جڑیں نہ جانے کتنے پتھروں میں سے گزرتی ہوئی نیچے پانی تک پہنچی ہوئی تھی اور وہاں سے پانی حاصل کر رہی تھی۔

ان غاروں کے اندر پتھروں کی مختلف ساخت نے غار کے ہر حصہ کو انفرادی حیثیت دے رکھی ہے۔ ہزاروں سال کے عمل سے پیدا ہونے والی یہ غاریں انیسویں صدی کے آخر میں دریافت ہوئیں۔1992ء کے سفر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بھی ان غاروں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

ان تاریخی غاروں کو دیکھنے کے بعد جماعت سوئٹزرلینڈ نے پہاڑوں کے نیچے بہنے والے دریا کے کنارے پر ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

قریباً ایک بجے یہاں سے آگے روانگی ہوئی اور جھیلوں کے کنارے پر سفر جاری رہا۔راستہ میں جگہ جگہ قابل دید اور دلکش مناظر تھے۔ایک گھنٹے کے سفر کے بعد دو بجے کے لگ بھگ ''زوگر برگ'' ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جہاں ''مونٹانا'' کے نام سے ایک سکول ہے۔جہاں دنیا کے مختلف ممالک سے بچے آ کر پڑھتے ہیں۔یہ بڑا خوبصورت پُرفضا مقام ہے۔نیچے گہرائی میں ایک وسیع و عریض جھیل ہے ،جھیل کے ورے سرسبز و شاداب بلند پہاڑ ہیں۔اس سکول کے اردگرد کا سارا علاقہ بہت سرسبز و شاداب ہے۔

اس سکول کی انتظامیہ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ عالمگیر اس علاقہ میں تشریف لا رہے ہیں تو انہوں نے ہر طرح سے تعاون کو اپنے لئے سعادت سمجھا۔چنانچہ جب حضور انور اس سکول میں پہنچے تو سکول کے ڈائریکٹر نے خود حضور انور کا استقبال کیا۔سکول کے ایک ہال میں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا تھا۔سوا دو بجے حضور انور نے یہاں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے اپنے اہل خانہ کے ساتھ سکول کے ایک ہال کمرہ کی بالکونی میں تشریف لے گئے جہاں سے جھیل کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔سکول سے کچھ فاصلہ پر جماعت نے ایک جگہ کا انتخاب کر کے ایک پکنک اور باربی کیو کا اہتمام کیا ہوا تھا۔تین بجے کے قریب حضور انور اس جگہ پر تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا۔اس تفریحی پروگرام میں قافلہ کے ممبران کے علاوہ نیشنل مجلس عاملہ سوئٹزرلینڈ کے ممبران اور بعض مہمان بھی شامل ہوئے۔کھانے سے فارغ ہو کر حضور انور نے اس علاقہ کی سیر کی اور یہاں سے روانگی سے قبل شعبہ ضیافت نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

سوا چار بجے حضور انور واپس سکول تشریف لائے جہاں سکول کے سربراہ نے حضور انور کی خدمت میں سکول کا تعارف پیش کیا۔حضور انور نے ان سے سکول کے متعلق مختلف سوالات بھی پوچھے۔بعد میں ڈائریکٹر موصوف نے سکول کے تعارف پر مشتمل کتب حضور انور کی خدمت میں پیش کیں۔

اس سکول میں انگریزی اور جرمن زبان میں تعلیم دی جاتی ہے۔یہ ملک کا مہنگا ترین سکول ہے۔سکول کے ساتھ طلباء و طالبات کے علیحدہ علیحدہ ہوسٹلز بھی موجود ہیں۔سکول کی انتظامیہ کی درخواست پر مکرم مشتاق احمد باجوہ صاحب مرحوم سابق مبلّغ سوئٹزرلینڈ اس سکول میں اسلام کی تعلیم پر لیکچر دیتے رہے۔اس طرح دنیا بھر سے آنے والے طلباء نے آپ سے اسلام کی تعلیم حاصل کی۔

چار بجکر چالیس منٹ پر یہاں سے آگے روانگی ہوئی۔ایک دفعہ پھر خوبصورت جھیلوں اور سرسبز و شاداب پہاڑوں کے درمیان سفر شروع ہوا۔دوران سفر خوبصورت مناظر دیکھنے کے لئے قافلہ کی گاڑیاں رکتی رہیں ۔قریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد ''Weggis'' نامی گاؤں کے ایک فارم پر رُکے۔ اس فارم میں لوگ Camping کے لئے آتے ہیں۔یہ بھی بہت خوبصورت علاقہ ہے۔فارم کے ایک طرف جھیل ہے اور باقی اطراف پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔حضور انور ایدہ اللہ نے فارم کے مختلف حصے دیکھے ۔فارم کی مالکہ نے ایک پہاڑی ٹیلہ پر جہاں سے جھیل کا نظارہ بھی کیا جا سکتا تھا حضور انور کے بیٹھنے کا انتظام کیا۔حضور انور اپنے اہل خانہ کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے اور چائے نوش فرمائی اور کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے۔

چھ بجے کے قریب یہاں سے زیورخ کے لئے واپسی ہوئی ۔واپسی سے قبل حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا نے اس زمیندار خاندان کے بچوں کو تحائف عطا فرمائے۔

ساڑھے آٹھ بجے مسجد محمود زیورخ پہنچے جہاں حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے
آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

انقلاب انگیز نمازیں

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک عظیم الشان کارنامہ توحید کے قیام کے ساتھ ان نمازوں کا احیاء ہے جو دیکھنے اور سننے والوں کے دلوں کو فتح کرلیتی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت کے بعد معاً ایک پاک تبدیلی اپنے چال چلن میں دکھلاتے ہیں وہ نماز کے پابند ہوتے ہیں اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیتے ہیں"۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶ و ۷ مئی ۲۰۰۴ء میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے قلم سے مسیح محمدی کے غلاموں کی روح پرور عبادتوں اور انقلاب انگیز نمازوں کی تصویرکشی کی گئی ہے۔

☆ حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: فروری ۱۹۰۳ء میں خاکسار قادیان گیا تو ہر وقت نماز، درس القرآن اور اسرار حق کا بیان ہی دیکھا۔ مجھے حقہ کی عادت تھی، میں نے کسی جگہ بھی حقہ نہ دیکھا اور اس سے متاثر ہوکر حقہ کو خیرباد کہہ دیا۔ مہمان خانہ میں شہزادہ عبداللطیف صاحبؓ اور دیگر افغان بھی فروکش تھے۔ رات کے وقت جب بھی آنکھ کھلتی تو ان لوگوں کو تہجد پڑھتے دیکھتا۔ نماز فجر کے بعد تمام طلباء تلاوت قرآن کریم میں مشغول دیکھے گئے۔ شیخ غلام احمد صاحب شیر فروش کی دکان پر بعض لوگ خود ہی حسب ضرورت دودھ پی لیتے اور قیمت رکھ جاتے۔ ایک دفعہ مسلسل ایک ماہ قادیان میں رہ کر جب اپنے گاؤں کریام آیا تو ایک شخص کو گالی نکالتے سنا۔ میں نے کہا پورے ایک ماہ بعد یہ ناشائستہ آواز میرے کانوں میں پڑی ہے۔

☆ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کو بیعت کی توفیق فروری 1892ء میں ملی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ کو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف توجہ نہ تھی۔ لیکن پھر ایسا خشوع و خضوع اور حضور قلب میسر آیا کہ آپؓ کے والد حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب نے ایک دوست کو بتایا: میں گھنٹوں سوچ میں پڑا رہتا تھا کہ میں نے بچوں پر اتنا روپیہ صرف کیا اور تعلیم دلائی مگر ان کی دینی حالت مایوس کن ہے مگر جب یہ بچے (مرزا ایوب بیگ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب) تعطیلات میں گھر آئے تو ان میں عجیب تغیر دیکھا کہ نماز سوز و گداز سے پڑھتے ہیں......۔ (آپ نے جب معلوم کیا کہ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی وجہ سے ہے تو انہوں نے بھی بیعت کرلی)۔

☆ حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری فرماتے ہیں کہ بیعت کے بعد جب میں واپس گاؤں آیا تو شدید مخالفت ہوئی۔ اس زمانہ میں مجھے دن بدن نمازوں میں زیادہ سرور اور لذت حاصل ہو رہی تھی۔ گھر میں بڑے بھائی کے سوا والدین اور چھوٹا بھائی بھی میرے مخالف ہوگئے اور اکثر برا بھلا کہتے رہتے۔ جب ایک ماہ گزر گیا تو میری والدہ والد صاحب کو کہنے لگیں کہ اس کو کیوں برا کہتے رہتے ہو، یہ تو پہلے سے زیادہ نمازیں پڑھتا ہے اور تہجد کا بھی پابند ہے۔ والد صاحب نے کہا: اس نے مرزا کو مان لیا ہے جو مہدی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ بولیں کہ امام مہدی کے معنی تو ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں اور اس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ پھر مجھے کہا: "بیٹا میری بیعت کا خط بھی لکھ دو"۔ اس کے بعد سوائے والد صاحب کے باقی گھر والے خاموش ہوگئے۔ لیکن میں نے ان کو قائل کرنا نہ چھوڑا۔ آخر ایک سال کے اندر سوائے ایک بھائی کے سب نے بیعت کرلی۔

☆ دو بھائی ڈاکٹر علی اظفر صاحب اور ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر کم عمری میں ہی بغرض ملازمت مشرقی افریقہ چلے گئے جہاں حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحبؓ پہلے سے ملازم تھے۔ اور لوگوں میں نیک اور پاک اور عابد یقین کئے جاتے تھے۔ مکرم ڈاکٹر فیض علی صاحب بتایا کرتے تھے کہ دین کی طرف میرا دھیان کم تھا۔ بڑے بھائی کو ملنے آیا تو اُن کے اندر نمایاں تبدیلی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ خوبصورت چہرہ پر داڑھی عجب بہار دکھا رہی تھی اور نماز و عبادت سے شغف بڑھ گیا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ مکرم ڈاکٹر صاحبؓ کی تبلیغ سے احمدی ہوچکے ہیں۔ اپنے بھائی میں یہ تغیر دیکھ کر مَیں نے بھی بیعت کا خط لکھ دیا۔ پھر قادیان آکر دستی بیعت بھی کرلی۔

☆ حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ سیالکوٹی نے بیعت سے پہلے ایک دفعہ اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ غلام قادر نماز پڑھا کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو نماز پڑھ کر کیا مل گیا۔ آپ نے سوچا کہ بھائی سچ کہتا ہے اس لئے نماز خود بھی ترک کردی۔ بعد میں جب آپ نے بیعت کرلی تو کچھ عرصہ بعد پھر بھائی کو نماز پڑھنے کی نصیحت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اب پڑھا کروں گا کیونکہ اب محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو کچھ مل گیا ہے۔ بالآخر بھائی نے بھی بیعت کرلی اور نہ صرف نمازیں بلکہ تہجد پڑھنے لگے۔

☆ محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے بزرگ حنفی المذہب تھے۔ مگر سچائی کی جستجو میں اہلحدیث میں شامل ہوگئے۔ سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں پڑھتے تھے جہاں پادری ینگ سن سے بحث مباحثہ رہتا تھا۔ جس میں حیات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے سخت زک اٹھانا پڑتی تھی۔ اس وجہ سے دین میں شبہات پیدا ہوگئے تھے۔ بعض مرتبہ آریہ بن جانے کا خیال آتا۔ طبیعت کی اس بے چینی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "فتح اسلام" پڑھی اور کچھ دن بعد سیالکوٹ میں حضورؑ کی زیارت کی تو دل اس یقین سے بھر گیا کہ یہ منہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تقریر سنی تو پھر روحانی سکون برباد ہوگیا۔ ان ایام میں ایک صوفی منش بزرگ سے وظائف سیکھے مگر سکون نصیب نہ ہوا۔ اس کے بعد "براہین احمدیہ" پڑھ کر یقین ہوگیا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سمجھ میں آئے یا نہ آئے، بلاشبہ دین کی صداقت کے دلائل صرف آپ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ پھر "اسلامی اصول کی فلاسفی" والا مضمون سن کر اس خیال کو اور بھی تقویت پہنچی۔ اس کے بعد آپ بسلسلہ ملازمت افریقہ چلے گئے۔ واپس آئے تو ضلع سیالکوٹ اور پھر ضلع گورداسپور میں پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہوئے۔ اہل و عیال امرتسر میں تھے۔ ایک روز اطلاع ملی کہ آپ کا دو سالہ لڑکا ممتاز احمد سخت بیمار ہے تو آپ گھبرا گئے۔ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر گھر پہنچے۔ رخصت ختم ہوئی مگر بچے کے بخار میں ذرہ بھر افاقہ نہ ہوا۔ بیگم نے کہا گورداسپور تو جانا ہی ہے قادیان جاکر حضرت مرزا صاحب سے دعا ہی کرالو۔ یہ سن کر قادیان کی راہ لی۔ دو بجے رات قادیان پہنچے تو دیکھا کہ مسجد مبارک تہجد گزار لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ جب آپ نے حضورؑ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو فرمایا "یہی نمازیں سنوار کر پڑھو اور سمجھ سمجھ کر پڑھا کرو"۔ پھر بچے کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضورؑ نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کردی۔ بیعت کرکے ڈیوٹی پر پہنچے تو تیسرے روز خط ملا کہ لڑکا بالکل اچھا ہے۔ پتہ چلا کہ جس صبح حضورؑ سے دعا کروائی تھی، اس روز حالت بہت خراب تھی مگر پچھلی رات اچانک بخار اتر گیا۔ ڈاکٹر کو اطلاع دی تو وہ مانتا ہی نہ تھا۔ اور کہنے لگا کہ یہ کوئی اعجاز مسیحائی ہے کہ مردہ زندہ ہوگیا۔

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے دورہ گوئٹے مالا کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے سیکورٹی چیف نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بڑی خوشی کے ساتھ پڑھیں۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ میری بیوی کٹر کیتھولک ہے وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی ہے کہ فلاں منسٹر نے بہت اچھی سروس کی اور اس کا دل پر بڑا اثر ہوا ہے۔ تم بھی کبھی آؤ۔

انہوں نے کہا کہ آپؒ کے ساتھ جو دو تین دن گزارے ہیں اور آپ کی نمازیں دیکھی ہیں تو میں نے اپنی بیوی سے جاکر کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ روحانیت کیا ہوتی ہے۔ تم احمدیوں کو نماز پڑھتے دیکھ لو تو تمہیں پتہ لگے کہ دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ بعد میں انہوں نے اور ان کے سٹاف نے کہا کہ دل سے تو ہم اسلام کے پیروکار ہوچکے ہیں اب دیر یہ ہے کہ اپنے خاندانوں کو سمجھالیں۔ چنانچہ بعد میں انہوں نے بیعت کرلی۔

☆ حضرت شیخ محمد دین صاحب تحریر فرماتے ہیں: منشی عمردین صاحبؓ نماز پڑھتے، قرآن مجید کی تلاوت روزانہ کرتے اور اخبار بدر بھی قادیان سے ان کے پاس آتا تھا۔ مجھے اُن کی نیکی کو دیکھ کر رغبت پیدا ہوئی اور اُن کی تحریک پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں تحریری بیعت کا خط لکھ دیا۔

☆ پشاور کے خواجہ محمد شریف صاحب بٹالویؓ کا حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق دیکھ کر آپکی اہلیہ نے بھی احمدیت قبول کرلی۔ اگر کوئی عورت دریافت کرتی کہ آپکا خاوند احمدی ہوگیا ہے تو جواب دیتیں کہ جب سے میرا شوہر احمدی ہوا ہے اس کا سلوک مجھ سے بڑا اچھا ہے اور سچ بولتا ہے اور سچی بات پسند کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ نیک اور دیندار ہوگیا ہے۔

جب آپؓ کی خوشدامن نے اپنی بیٹی کو کہا کہ اگر وہ چاہے تو طلاق لے دیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا شوہر حق پر ہے، میں بھی احمدی ہوں اور میں ڈر کر احمدی نہیں ہوئی بلکہ ان کے حسن سلوک نے مجھے احمدیت قبول کرنے پر مجبور کردیا ہے۔

☆ حضرت عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل نے 1924ء میں مڈل کیا۔ اور ایک مخلص احمدی دوست میاں محمد مراد صاحب کی تحریک پر قادیان روانہ ہوئے۔ رات حضرت قریشی محمد حسین صاحب امیر جماعت لاہور کے مکان پر گزاری۔ آپ فرماتے ہیں: حکیم صاحب کی کیا ہی روحانی شخصیت تھی۔ نہایت باوقار، سنجیدہ اور بارعب قد دراز، سر پر سفید پگڑی، میں تو اس وقت صرف پندرہ سولہ سال کی عمر کا بچہ تھا لیکن ان کا نماز پڑھنے کا واقعہ اب تک مجھے یاد ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میں ایک فرشتہ کو حرکت کرتے دیکھ رہا ہوں۔

آپ قادیان میں اندازاً آٹھ دن ہندو رہے۔ اس دوران اپنے مشاہدہ کو یوں بیان کرتے ہیں: حضرت مصلح موعودؓ پر جوانی کا عالم تھا۔ صحت نہایت اچھی تھی۔ جب آپؓ نمازوں میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو عاشقان زار پر ایک عجیب وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی اور جب آپ سجدہ میں جاتے تو بارگاہِ الٰہی میں عجز و نیاز کرتے کرتے مخلصین کی چیخیں نکل جاتیں۔ میں پہلی صف میں نمازیوں کے درمیان بیٹھ جاتا اور سارے نظارے کو بچشم خود دیکھتا رہتا۔ آخر آٹھویں دن مَیں نے پرانے خیالات سے بکلی تائب ہوکر بیعت کی خواہش ظاہر کی تو حضورؓ نے فرمایا: "میاں ابھی تم بچے ہو۔ تمہاری عمر چھوٹی ہے۔ دو تین ماہ اور ٹھہرو اور مزید تحقیقات کرو"۔ مگر آپ نے اصرار کیا تو حضورؓ نے اگلے دن بیعت لے لی۔

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے ۱۹۹۶ء میں نواحمدی ابراہیم صاحب کا جنازہ پڑھانے سے پہلے خطبہ جمعہ میں فرمایا: یہ گلاسگو میں پانچ سال پہلے مسلمان ہوئے تھے مگر احمدی نہیں تھے۔ ایک سال پہلے ان کا تعارف اتفاقاً جماعت سے بوسنیا میں ہوا۔ انہوں نے جس طرح احمدیوں کو عبادت کرتے دیکھا

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۵/جون ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم اعظم نوید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

خلافت ہے نعمت ، خلافت انعام
خلافت ہے تجدید دیں کا پیام
کروں کیا بیاں اس کی مَیں خوبیاں
اسی سے ہے جاری مئے حق کا جام
اسی کا ہے دامن میسر مجھے
اسی سے ہیں روشن مرے صبح و شام

ان کا تعلق باللہ دیکھا، ہر موقع پر دعا کر کے کام کرتے تھے۔ اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو احمدیوں کے ساتھ جانے کیلئے وقف کر دیا اور مجھے کہا کہ آج سے میں احمدی ہوں۔

☆ حضرت مولوی محمد الیاس صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو لوگ عورتوں کو ان کی اہلیہ کے پاس بھیجتے کہ اب تمہارا نکاح محمد الیاس سے ٹوٹ گیا ہے، تم اپنی والدہ کے گھر چلی جاؤ، ہم تمہارا دوسرا نکاح کسی اور شخص سے کرادیں گے۔ وہ ان عورتوں سے کہتی: یہ کیسا کافر ہے جو نمازیں پڑھتا ہے، تہجد کی نماز میں روتا ہے اور قرآن پاک ہر وقت پڑھتا رہتا ہے۔ اگر یہ کافر ہے تو میں بھی کافر ہوں، مجھے ایسا ہی کافر خاوند چاہئے جو مجھ سے بہترین سلوک کرتا ہو، بہت نیک، پرہیزگار اور نمازی ہو۔

☆ خان بہادر سعد اللہ خان صاحب خٹک نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر ۱۹۱۱ء میں بیعت کی تو ایسی تبدیلی اختیار کی کہ ولی اللہ بن گئے۔ ایک دفعہ مالاکنڈ کے آپ کے قدیمی دوست قاضی محمد احمد جان صاحب چند افسر ساتھ لے کر آپ کے پاس بطور جرگہ آئے اور کہا کہ آپ کے احمدی ہونے کا سن کر سخت صدمہ اور افسوس ہے، آپ توبہ کرلیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جب میں آپ کی طرح مسلمان تھا تو نہ نماز پڑھتا تھا، نہ تہجد نہ قرآن کریم سے کوئی واقفیت یا تعلق تھا۔ سارا دن تاش اور شطرنج میں گزرتا اور لڑکے آکر ناچتے۔ خدا بھلا کرے ہمارے مولوی مظفر احمد صاحب کا جن کے نیک نصائح اور پاک صحبت نے اس گندی زندگی سے بیزار کرا کر پابند نماز و تہجد کیا اور درس قرآن کا شوق دلایا۔ اگر یہ دین نہیں اور دین دراصل وہ تھا جو میں آپ لوگوں کی رفاقت میں اختیار کر چکا تھا تو مجھے یہ کفر اُس دین سے پسندیدہ ہے۔

☆ ماریشس میں یوسف جیوا اچھا صاحب ۲۶ سال کی عمر میں احمدی ہوئے تو نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کا التزام بھی کرنے لگے۔ کسی نے اُن کی والدہ سے کہا کہ اپنے بیٹے کو سمجھاؤ وہ گمراہ ہو گیا ہے۔ والدہ نے کہا میں تو اس میں کوئی گمراہی نہیں دیکھتی بلکہ پہلے وہ مذہبی فرائض سے بے اعتنائی کرتا تھا اور اب وہ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد بھی پڑھنے لگا ہے۔

☆ حضرت شیخ عبد الرشید صاحب بٹالوی کے قبول احمدیت کے بعد شدید مخالفت ہوئی۔ اہلحدیث برادری نے قافیہ حیات تنگ کر دیا اور آپکی والدہ تو آپ کو عاق کرانے کے درپے ہو گئیں۔ لیکن آپ کے والد صاحب نے جواب دیا کہ پہلے یہ دین سے سراسر غافل و بے پرواہ تھا مگر اب نمازی بلکہ تہجد گزار بن گیا ہے اسے میں کس بات پر عاق کروں۔

☆ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اکتوبر ۱۸۹۸ء میں ایک رسالہ میں امام مہدی کی پیشگوئی کا صریحاً انکار کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کو حکومت کا باغی قرار دیا جس پر حکومت نے انہیں چار مربعوں سے نوازا اور حضورؑ کے خلاف حکومت حرکت میں آگئی۔ چنانچہ انگریز کپتان پولیس اور انسپکٹر پولیس سپاہیوں کا دستہ لے کر بوقت شام قادیان پہنچ گئے اور حضرت اقدسؑ کے مکان کا محاصرہ کر کے مسجد کے کوٹھے پر چڑھ گئے۔ حضورؑ اطلاع ملنے پر باہر تشریف لائے تو کپتان پولیس نے کہا کہ ہم خانہ تلاشی کرنے آئے ہیں۔ خبر ملی ہے کہ آپ امیر عبدالرحمٰن خاں والی افغانستان سے خفیہ ساز باز رکھتے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا: ”یہ بالکل غلط ہے ہم تو گورنمنٹ انگریزی کے عدل وانصاف اور امن اور مذہبی آزادی کے سچے دل سے معترف ہیں اور دین کو بزور شمشیر پھیلانے کو ایک بہتان عظیم سمجھتے ہیں لیکن اگر آپ کو شک ہے تو آپ بیشک ہماری تلاشی لے لیں البتہ ہم اس وقت نماز پڑھنے لگے ہیں اگر آپ اتنا توقف کریں تو بہت مہربانی ہو گی“۔ کپتان پولیس نے کہا کہ آپ پہلے نماز پڑھ لیں۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے اذان دی اور نماز مغرب پڑھائی۔ آپؓ کی جادو بھری آواز سن کر کوئی بڑے سے بڑا دشمن مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ انگریز کپتان خدا کا پر شوکت کلام سن کر محو حیرت ہو گیا اور اس کی تمام غلط فہمیاں خود بخود دور ہو گئیں۔ وہ تلاشی وغیرہ کا خیال ترک کر کے نماز ختم ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت اقدسؑ سے کہنے لگا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ایک راستباز اور خدا پرست انسان ہیں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ پس خانہ تلاشی کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طرف سے کئے جانے والے مقدمہ حفظ امن کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ ۱۳ر فروری ۱۸۹۹ء کو پٹھانکوٹ تشریف لے گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس مقام پر مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کا خیمہ لگا ہوا تھا اس کے نزدیک ہی ایک مکان میں حضرت مسیح موعودؑ قیام پذیر ہوئے۔ درمیان میں ایک میدان تھا جہاں احمدی نماز پڑھا کرتے تھے۔ مغرب کا وقت تھا۔ مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹی حسب معمول امام بنے۔ انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو ان کی بلند مگر خوش الحان اور اثر میں ڈوبی ہوئی آواز مسٹر ڈوئی کے کان میں پڑی اور وہ اپنے خیمہ کے آگے کھڑے ہوئے اور انہاک کے عالم میں کھڑے قرآن سنتے رہے۔ نماز ختم ہوئی تو راجہ غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار پٹھانکوٹ کو بلا کر کہا کہ اس قسم کا ترنم اور اثر میں نے کسی کلام میں نہیں سنا اور نہ کبھی محسوس کیا۔ کیا پھر بھی یہ نماز پڑھیں گے اور مجھے نزدیک سے سننے کا موقع دیں گے؟

اس پر راجہ صاحب حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل ماجرا عرض کیا۔ آپؑ نے فرمایا ہمارے پاس بیٹھ کر قرآن سنیں۔ چنانچہ اب کی دفعہ نماز کے وقت ایک کرسی قریب بچھا دی گئی اور صاحب بہادر آکر اس پر بیٹھ گئے اور تلاوت کے دوران مسحور ہو کر جھومتے رہے“

☆ حضرت مولوی نور احمد صاحب لودھی ننگل بہت خوش الحان تھے۔ فجر کی نماز میں بلند آواز سے تلاوت فرماتے تو عموماً سکھ لوگ کافی عرصہ کھڑے تلاوت سنتے رہتے۔

☆ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کو جاسوسی کے الزام میں روس کی جیلوں میں غیر انسانی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ فرماتے ہیں: میں دن رات بس اللہ تعالیٰ سے ہی دعائیں مانگتا اور حسب عادت رات کو تہجد کیلئے اٹھتا۔ صبح نماز کے بعد قرآن کی تلاوت کرتا اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو نفل ادا کرتا۔ اشک آباد جیل میں بہت سے ترک قیدی تھے۔ وہ مجھے روزانہ نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے دیکھتے اور ان میں سے بہتوں کو مجھ سے شدید محبت ہو گئی۔ تاشقند جیل میں بہت سے مسلمان قیدی تھے جنہوں نے مجھے اپنا امام منتخب کرلیا۔

☆حضرت شیخ محمد شفیع صاحب آف بھیرہ محکمہ نہر میں ضلعدار تھے۔ ایک دن ہندو مہتمم نہر نے آپ کو کسی کام کیلئے بلا بھیجا۔ آپ نے جواب دیا کہ جمعہ کی نماز کے وقت میں نہیں آسکتا۔ اُس نے سپرنٹنڈنٹ انجینئر سے شکایت کر دی کہ حکم عدولی کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ: نماز جمعہ کا وقت تھا اور اس اہم مذہبی فریضہ کے رہ جانے کا اندیشہ تھا۔ یہ جواب اس شان اور توکل سے دیا گیا کہ انگریز افسر نے نماز جمعہ کے لئے مسلمان ملازمین کی ایک گھنٹہ کی مستقل رخصت محکمہ سے منظور کرادی۔

☆ 1906ء میں ملک کرم الٰہی صاحب کی اہلیہ قادیان آئیں تو واپسی پر اپنے قلبی تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا: مرزا صاحب کے ہاں دینداری کا یہ حال ہے کہ نماز کے اوقات خاص کر قابل دید تھے۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک، کیا عورت کیا مرد بڑے خشوع وخضوع سے سر بسجود نظر آتے تھے قادیان میں سوائے قرآن اور نماز پڑھنے کے کوئی دوسرا کام ہی نہیں...... میں دعویٰ سے کہتی ہوں کہ مرزا صاحب کے گھر کی دینداری بے نظیر ہے۔ میں اماں جان کی نماز کا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہوں کہ وہ نماز میں زار زار رو رہی ہیں اور منہ کے آگے دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو گیا مگر جھٹ دوپٹہ کا وہ پلہ پیچھے کر لیا کہ مبادا ریا نہ پایا جاوے اور اس خشوع وخضوع سے نماز ادا کی کہ ہم حیران ہو گئیں۔

☆ مشہور ادیب، نقاد اور مورخ رئیس احمد جعفری حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے متعلق لکھتے ہیں: آپ اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے عام طور پر کافر بلکہ گمراہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ گمراہ اور کافر شخص بغیر شرمائے داڑھی رکھتا ہے اور اقوام متحدہ کے جلسوں میں علی الاعلان نماز پڑھتا ہے۔ جھمپیر کا قیامت خیز ریلوے حادثہ جب رونما ہوا تو یہ شخص اپنے سیلون میں فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔

اسی طرح مولانا عبد الماجد دریابادی رقمطراز ہیں: ”سر ظفر اللہ خان کے سیاسی حالات سے یہاں بحث نہیں۔ امتیازی چیز یہ ہے کہ اتنا بڑا اعزاز ایک کلمہ گو کو یہ مغربی مادی دنیا پیش کر رہی ہے۔ کرسی صدارت سے آیات قرآنی کی تلاوت جنرل اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار انہی ظفر اللہ نے کی۔“

چوہدری صاحب کی پابندی نماز کی گواہی سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست نے بھی دی وہ لکھتے ہیں آپ دینی شعار کے سختی سے پابند ہیں کبھی بھی نماز کو قضاء نہیں ہونے دیتے۔

بیروت کے کثیر الاشاعت روزنامہ ”بیروت المساء“ نے لکھا: ہم وزیر خارجہ پاکستان السید محمد ظفر اللہ خاں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ بیروت میں ان سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کی فصاحت وبلاغت سے پر لیکچر بھی سنا۔ آپ کا لیکچر سن کر ہمارا متاثر ہونا لازمی تھا۔ جبکہ اقوام متحدہ کی مجالس آپکی زوردار تقاریر سن کر ورطہ حیرت میں پڑ چکی تھیں۔ ہم نے آپ کو قرآن مجید کے علوم بیان کرتے ہوئے سنا...... ہم نے آپکو ”پالم تپیش“ ہوٹل میں تہجد پڑھتے اور عبادت کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

☆ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیریؓ فرماتے ہیں کہ: بیعت سے پہلے میں نہ قرآن سے آشنا تھا نہ نماز کا عادی۔ بیعت کے بعد نماز تہجد کا بھی عادی ہو گیا اور نماز میں ذوق اور شوق حاصل ہوا۔

۱۹۴۵ء میں آپ حج کیلئے تشریف لے گئے تو ایک عرب نے کہا کہ میں نے ان جیسی نمازیں، دعائیں اور کار خیر کرتے ہوئے بہت کم لوگوں کو دیکھا ہے۔

☆ جوش ملیح آبادی ایک دوست کا یوں ذکر کرتے ہیں: ”میاں محمد صادق دراز قامت ژرف نگاہ، شب رنگ، صباح طینت، لاہور کے باشندے ...... عقیدہ کے لحاظ سے قادیانی، نواہی سے بیزار، اوامر کے پابند، نماز پنجگانہ کے بغیر سانس لینے کو گناہ سمجھنے والے، سخن سنج، شاعر نواز، اخلاص شعار، مردم شناس، عہدہ کے اعتبار سے شب یلدار اور پاکیزگی طبع وشرافت نفس کے نقطہ نظر سے صبح صادق!...... وہ شدت کے ساتھ دین دار تھے“۔

☆ دیوان سنگھ مفتون ”ایڈیٹر ریاست“ دہلی نے تحریر فرمایا جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ مجھے اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔

☆ حضرت شیخ محمد دین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بنگل والا میں امیر خاں بلوچ نے بتایا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں میں کسی غرض سے قادیان گیا اور مہمان خانہ میں ٹھہرا تو دیکھا کہ ہر وقت اذانیں ہوتی تھیں، لوگ باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتے تھے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو سوائے نمازیں پڑھنے کے اور کوئی کام ہی نہیں۔

☆ ۱۹۱۳ء میں ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب چند دن قادیان میں قیام کر کے واپس گئے تو لکھا کہ صبح نماز کے بعد جو میں نے گشت کیا تو تمام احمدیوں کو بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔

☆پاکستان کے سابق وزیر داخلہ میجر جنرل نصیر اللہ بابر نے بیان کیا: ایک بار مولانا...... ایک میٹنگ میں آیا۔ بات سے بات شروع ہو گئی۔ مولانا نے مجھ سے پوچھا کہ آپکے بارہ میں سنا ہے کہ آپ باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہنے لگے کہ آپ تلاوت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ مولانا نے کہا پھر شاید آپ قادیانی ہیں۔

میں نے پوچھا: مولانا! آپ امامت کراتے ہیں؟ مولانا نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا: آپ تہجد پڑھتے ہیں؟ مولانا نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا تو پھر آپ کو قادیانی ہونے کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔

☆ مکرم کرنل ڈاکٹر رشید علی صاحب محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: میں بھی لندن والے سلام سے واقف ہوں۔ میں خود وہاں جاکر مشینیں وغیرہ خریدا کرتا تھا۔ اس شخص کا اس ملک پر احسان ہے کہ اس نے ابتدائی سالوں میں ہماری بے حد مدد کی۔ وہ ایک پکا نمازی مسلمان تھا۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday October 01 , 2004 | Issue No. 40

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورۂ یورپ کی بعض جھلکیاں

وہی مسلمان حبل اللہ کو پکڑنے والا کہلائے گا جو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے عمل کو پکڑے گا

ہر احمدی جائزہ لے کہ کیا اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب۔ فیملی ملاقاتیں،

جماعت کی ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کے ساتھ میٹنگز میں کارکردگی کا جائزہ اور تفصیلی ہدایات

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

مورخہ 5 ستمبر 2004ء بروز اتوار:

صبح پونے چھ بجے حضور انور نے مسجد زیورخ میں نماز فجر پڑھائی۔قبل دوپہر حضور انور ایدہ اللہ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔ساڑھے چار بجے جلسہ گاہ پہنچے جہاں حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ عزیزم عبدالوحید صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کے اردو ترجمہ کے بعد عزیزم رانا سکندر فاروق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

نظم کے بعد ایک Swiss مہمان آڈریان کُرّکر Adrian Krucker (جن کا تعلق سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے ہے) نے خطاب کیا۔اِ وصوف نے اپنے خطاب میں کہا۔میرے لئے یہ بڑی عزّت کی بات ہے کہ خرّم کھوکھر صاحب اور محترم صداقت احمد صاحب نے مجھے جماعت احمدیہ کے جلسہ میں آنے کی دعوت دی۔ چونکہ میں خود مسلمان نہیں ہوں اس لئے میرے لئے یہ دعوت اور بھی عزّت کا مقام ہے۔جس کے لئے میں شکرگزار ہوں۔جماعت احمدیہ سے میرا تعلق بالکل نیا ہے۔مجھے دعوت دی گئی میں نے اسے پڑھا اور جماعت کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں۔مجھے معلوم ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ پوری دنیا میں انسانیت کی بھلائی اور امن کے لئے مصروف عمل ہے۔روحانی خزائن میں اس بات کے تذکرہ نے مجھے بہت متأثر کیا کہ آفات کی صورت میں انسان کی بھلائی مذہب، رنگ ونسل سے بالا ہو کر کرنی چاہئے۔انسان کے دل میں تمام انسانیت کے لئے محبت ہو۔خواہ وہ مسلم، ہندو، عیسائی یا کسی اور مذہب کا ہو۔مصیبت میں اس کی مدد کرنی ضروری ہے۔میں بھی عیسائی ہونے کے ناطے ایسا ہی سوچتا ہوں اور اسی لئے جلسہ میں شمولیت اور خطاب کے لئے تیار ہو گیا۔ہم ایک تاریکی اور غیر یقینی صورت حال کے دور سے گذر رہے ہیں جہاں ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ جیسی تحریکات سامنے آئیں جو بے نفسی اور بغیر کسی چھپے ہوئے فائدہ کے تصوّر کے انسانیت کی خدمت کریں۔جماعت احمدیہ کی انسانیت کے لئے ہمدردی اور شفاف عالمگیر محبت کے نظریہ سے میں بہت ہی متأثر ہوا ہوں۔جماعت احمدیہ کو دیکھ کر میرا عظیم الشان امن کی تحریک کا تصور پورا ہوتا ہے۔جب ہم جماعت احمدیہ کی اتنی بڑی تعداد یعنی دوسو ملین لوگوں کو انسانیت کی بھلائی کے لئے مصروف عمل دیکھتے ہیں تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام اپنی ذات میں اس دنیا کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔آج کا ابلاغ عامہ کا نظام اسلام کی ایک تصویر پیش کرتا ہے جس سے دوسرے مفادات منسلک ہیں۔جماعت احمدیہ سے تعارف میرے لئے ایک خواہش بیدار کر گیا ہے کہ دوسرے غیر مسلم بھی جماعت احمدیہ سے تعارف حاصل کریں۔ ان کی باتیں سنیں اور مطالعہ کریں تو انہیں پتہ چلے گا کہ دوسو ملین نفوس پر مشتمل جماعت احمدیہ کیسے انسانیت کی بھلائی اور امن کے لئے سرگرم عمل ہے۔میں ایک غیر مسلم اور امریکی شہری کی حیثیت سے جو کہ یہاں مقیم ہے خواہش کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس جماعت میں شامل ہوں۔اور جو پہلے ہی احمدی ہیں ان کو عظیم الشان طاقت عطا ہو جس سے وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے اپنی روشن خیالی اور جذبہ دوستی کو فروغ دیتے رہیں۔آخر میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب

مہمان کی تقریر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔حضور انور کا خطاب ٹیلیفون لائن کے ذریعہ MTA پر Live نشر کیا گیا۔

حضور انور نے سورۃ آل عمران آیت 104 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات کی تلاوت شروع میں کی گئی تھی اور ترجمہ بھی آپ نے سُن لیا۔آپ لوگ جو یہاں ہیں یا دنیا کے کونے کونے میں دوسرے احمدی ہیں اللہ کے فضل، احسان اور انعام پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانہ کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور ان برکات میں سے حصہ لینے والا بنا دیا جس کے بارہ میں رسول کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی اور جس کو سلام کہنے کے لئے برف پر گھٹنوں کے بل چل کر جانے کی تاکید فرمائی تھی۔یہ ہماری خوش بختی ہے اور صرف اس خوش بختی پر خوش نہیں کہ یہی ہماری انتہاء ہے ۔حضور نے فرمایا کہ اب تم پر اور زیادہ فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو تا کہ انعامات کا سلسلہ جاری رہے۔

اللہ کی رسی کیا ہے؟ یہ اللہ کی آخری شریعت ہے۔یہ وہ کتاب ہے جو اللہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ پر اتاری جیسا کہ قرآن کے بارے میں ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ اللہ کی رسی ہے جس کا ایک سرا زمین پر اور دوسرا آسمان پر ہے۔یعنی اس کتاب کے ذریعہ تم خدا تک پہنچ سکتے ہو۔اس کے فضلوں اور اس کی رضا کو پا سکتے ہو۔اس رسّی کو تم تبھی مضبوطی سے پکڑ سکتے ہو جب اللہ کے رسول پر ایمان ہو۔اور اس پر ایمان لائے بغیر اللہ تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ رسول کی اطاعت کے بغیر خدا کی محبت حاصل کرتا ہے تو یہ عبث ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ﴾ اگر اللہ کی رضا، اس کی محبت چاہتے ہو تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ میری پیروی کرو کیونکہ میری کوئی بات میری نہیں بلکہ اللہ کی ہے۔رسول کریم ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ مسیح موعودؑ کا ظہور ہو گا اس کو مان لینا مشکلات برداشت کر کے بھی اس کو ماننا۔اس مسیح نے بھی وہی تعلیم دینی ہے اسی تعلیم کو پھیلانا ہے جو آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے۔زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دین میں جو بگاڑ پیدا ہو گا وہ اس کی اصلاح کرے گا اور قرآن وحدیث کی جو تشریح وہ کرے اس کو ماننا۔اس کی جماعت میں شامل ہونا اس کی بات ماننا۔اس کا قول وفعل اسی طرح ہے جیسا کہ میرا ہے۔جیسا کہ اللہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ﴾ ۔یعنی اے اللہ کے رسول جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں اور اللہ کا ہاتھ ان پر ہے۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ نے الہاماً فرمایا جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔اتنا بڑا دعویٰ کوئی جھوٹا مدعی نہیں کر سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ وہی مسلمان حبل اللہ کو پکڑنے والا کہلائے گا جو اللہ کی کتاب اور رسول کریم ﷺ کے عمل کو پکڑے گا۔آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کسی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن کہ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن ہیں۔اور فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم کہ اے رسول تو اخلاق عظیم پر قائم ہے۔

پھر جو امام الزمان مسیح موعودؑ، آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو ماننے والا ہو گا وہ اس رسّی کو تھامنے والا ہو گا۔اس لئے احمدیوں کو بہت شکر کرنا چاہئے وہ جتنا بھی شکر کریں کم ہے کہ اللہ نے انہیں توفیق دی۔آج اس دور میں انسان انسان کی گردن کاٹنے پر تلا ہوا ہے۔چند دن پہلے آپ نے سُنا ہو گا کہ روس میں کس طرح بچوں پر ظلم کیا گیا۔ پھر جس طرح کی کارروائی ہوئی اس میں کتنی جانیں ضائع ہوئیں۔پھر مسلمان آپس میں کس طرح لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے حبل اللہ کو کیسے پکڑنا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔